New era magazine
چاشنی
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
از نایاب جیلانی
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چاشین

از نایاب جیلانی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

یہ وسط ستمبر کے دن تھے۔ان دنوں خنک ہواؤں کا زور تھا۔شمالی علاقوں میں تو اوس کی جگہ آسمانوں سے سے برف گرتی تھی۔سفید روئی نما برف کی پھوار ہوتی،جو پوری رات بوندوں کی مانند گرتی رہتی اور صبح تک پورا علاقہ سفید برف کی قبا میں ملفوف دکھائی دیتا تھا۔جیسے سفید چاندنی نے پوری زمین کو ڈھانپ رکھا ہو۔اور یہ بابا کا شہر،ہنزہ تھا۔اسے "ہن دیس" برفوں کا ملک کہا جاتا تھا۔

اسے ہنزہ میں آئے تین سال ہوگئے تھے۔تین سال پہلے چاشین اپر پنجاب کے انتہائی پسماندہ گاؤں سے اٹھ کر امن آباد آئی تھی۔

امن آباد اس کے دادا کا آبائی گاؤں تھا۔یہاں پر دادا کی زمینیں تھیں۔خوبانی کے باغات تھے۔اور ڈیری فارم ہوا کرتا تھا۔دادا ذات پاک سے اصلی نسلی سید تھے۔سو پورے علاقے میں بہت عزت اور پہچان تھی۔ اس کے دادا انتہائی محنتی اور امن پسند انسان تھے۔ان کی پانچ اولادیں تھیں۔ایک بیٹی اور چار بیٹے۔ ان کے پانچوں بچے تعلیم یافتہ تھے۔کانونٹ اور لارنس کالج آف گھوڑا گلی سے ابتدائی تعلیم کے بعد کاکول اکیڈمی اور اسلامک یونیورسٹی سے پڑھے تھے۔۔ چاشین کے تایا پاک فوج کے اعلی عہدے پر فائز تھے۔ان کا صرف ایک ہی بیٹا تھا اور وہ عمر بھر امن آباد سے بہت دور رہے تھے۔تایا کا اکلوتا بیٹا اردو اردب کاظمی بھی باپ کے نقش قدم پہ چلا اور پاک آرمی جوائن کرلی۔تائی

جس قدر خود عالی شان تھی ویسے ہی اردب بھائی جان کے لئے عالی شان بیوی بھی لائی تھیں۔افراح بھابی اور اردب بھائی پورے خاندان کی شان تھے۔قابل، دلکش ، خوبصورت اور مغرور بھی۔اردب بھائی چاشین کے بابا سے صرف پانچ سال چھوٹے تھے۔دونوں میں بہت دوستی تھی اور یہ بہت پرانی بات تھی پھر ارشد بھائی کی شادی ہو گئی۔وہ اپنی جاب اور فیملی میں بزی ہوگئے تھے۔چاشین کے بابا نے بھی اپر پنجاب کے ایک پسماندہ گاؤں سے آنے والی رائمہ سے شادی کرلی تھی۔رائمہ بابا کی کلاس فیلو تھی تھیں۔چاشین ان کی شادی کے بارہ سال بعد ہوئی تھی۔وہ تین سال کی تھی جب ہنزہ آتے ہوئے بابا اور امی کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہوگیا تھا۔چاشین بہت چھوٹی تھی۔سو اسے نانی اپنے ساتھ گوٹھ لے گئی تھیں۔

اس کی پرورش خالصتاً دیہاتی اور روایتی سے ماحول میں ہوئی تھی۔ایک چھوٹا سا گھر،نانی کی محبت اور اس پڑوسی کی سہیلیاں۔وہ انکے ساتھ ہی گاؤں کے پرائمری سکول میں پڑھتی تھی۔اس نے بڑی محدود زندگی دیکھی تھی۔بس نانی کی محبت،سہیلیاں اور گھر کی چاردیواری۔نانی نے ہمیشہ اسے خود تک محدود رکھا تھا۔اسے کسی گھر جانے کی اجازت نہیں تھی۔گلی میں کھیلنے کی اجازت نہیں تھی۔نانی جب تک زندہ رہی تھیں اس کا سایہ ہی بنی رہیں۔اس پر کسی کا گرم عکس بھی پڑنے نہیں دیا تھا۔امن آباد سے دادا اکثر ملنے آتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈھیر ساری سوغاتیں لے کر۔ڈھیر سارا پیار لے کر دادا کے انتقال سے پہلے مجھے تایا فوت ہوگئے اور پھر تائی امی بھی۔دادا سے یہ صدمہ برداشت کرنا محال ہوگیا تھا اور وہ بھی ان کے پیچھے ہی چل بسے دادا کی وفات چاشین کے لیے بھی بہت بڑا صدمہ تھا۔پھر تو صدمات کا سلسلہ ہی چل پڑا۔دادا کے بعد ابھی وہ ایلیمنٹری اسکول میں تھی جب نانی بھی اسے بھری دنیا میں تنہا کرکے راہی عدم ہوئیں۔تب چاشین کی سہمی آنکھوں سے ہنسی اور شوخی ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی تھی۔وہ ہنسنا بھی بھول گئی اور خوش ہونا بھی۔ہر وقت ایک خوف اور ایک ڈر اس پر سوار رہتا تھا اور اس کی سہمی آنکھوں کا یہ خوف اس وقت بھی نہ گیا جب اس کے شفیق سے منجھلے چچا اور چھوٹے چچا اسے ہمیشہ کے لیے اپنے ہمراہ امن آباد لے آئے تھے۔

امن آباد کی دنیا بھی ایک الگ سی دنیا تھی۔یہاں یہ دو خاندان آباد تھے۔منجھلے چچا اعظم اور چھوٹے چچا قاسم کی فیملیز۔لگتا ہی نہیں تھا۔یہ ایک چھوٹے سے ناکافی سہولیات سے آراستہ گاؤں کا گھر ہے۔اس گھر میں سب کچھ تھا۔خلوص، پیار،چاہت،سہولیات کی فراوانی اور خوشحالی بھی۔ہر قسم کی سہولیات اور نعمتوں سے قطعاً نا آشنا چاشین کے لئے یہاں یہ سب کچھ بہت حیرت انگیز تھا۔جیسا کہ فطرت سے قریب تر مناظر،دریا سے ہر روز لائی جانے والی تازہ مچھلی۔ پھولوں سے لدے درخت اور خشک میوہ جات کی بہتات۔۔۔۔یہ وہ چیزیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھیں جن سے وہ عمر بھر آشنا نہیں تھی۔ترسی ہوئی تھی۔جو نانی بھی خرید نہیں سکتی تھیں ان کی پہنچ اور بساط سے دور تھیں۔بجلی نہیں تھی،وہاں پر فون نہیں تھا،ٹیلی ویژن نہیں تھا۔تفریح کے نام پر کوئی خوبصورت منظر بھی نہیں۔ دھول،مٹی گرد درد کچے راستے کچے مکان۔۔۔ایک ایسے گاؤں سے اٹھ کر اس کی ماں اسلام آباد جیسے شہر میں پڑھنے کے لئے گئی تھی۔پھر ایک دن اچھے گھرانے کے لڑکے سے اس کی شادی ہوگئی۔نانی اسے یہی سمجھاتی تھی وہ ڈھیر سارا پڑھے اور مقام ہستی میں اپنا الگ سے نام پیدا کرے۔نانی کہتی تھیں،ایک تعلیم تھی جو اس کی زندگی بدل سکتی تھی۔وہ آٹھویں میں امن آباد آئی تھی اور دسویں تک امن آباد کے سیکنڈری اسکول میں زیر تعمیر رہی۔

وہ کسی بھی انگلش میڈیم اسکول کا ٹیسٹ کلیئر نہیں کرسکی تھی،قاسم چچا اسے ہر بڑے اور اچھے اسکول میں لے کر گئے تھے لیکن وہ کسی بھی اچھی درسگاہ کی میرٹ لسٹ تک نہ پہنچ سکی۔اس ناکامی کے بعد اسے امن آباد کے اسکول نے ہی قبول کیا تھا۔وہ کانونٹ اور بکن ہاوس جیسے اسکولز کے لیے سخت ناموزوں تھی۔جس میں دونوں چچاؤں کے بچے پڑھ لکھ کر اب بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھتے تھے۔

اعظم چچا کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔قاسم چچا کی بھی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ان کے بچے چاشین سے عمر میں بڑے تھے۔فکر،سوچ اور علم میں بھی

بڑے تھے۔وہ سب کبھی کبھار گھر میں آتے۔زیادہ اپنی پڑھائیوں اور نوکریوں میں مصروف رہتے تھے۔اعظم چچا کی دونوں بیٹیاں لیلا اور لالہ رو سائیکلوجسٹ تھیں۔بیٹا انجینئر بن رہا تھا۔ناجیہ اور رادیہ بھی ایم بی اے کر چکی تھی۔ان کا بھائی سیکنڈ ایرو میں تھا۔ان سب نے امن آباد میں چاشین کو خوش آمدید کہا تھا۔وہ سب چاشین سے بہت آگے تھے۔۔اپنی گفتگو میں،ناز و انداز میں،بول چال میں۔۔نشست و برخاست میں،ہر لحاظ سے بہت پرفیکٹ تھے۔اس کے باوجود چاشین کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھتے تھے۔انہوں نے تین سالوں میں چاشین کو بہت پیار دیا۔ان کے خلوص سے وہ خود کو زیر بار سمجھتی تھی۔وہ سب صاف دل کے محبت کرنے والے طبیعتاً نرم مزاج لوگ تھے۔شرارتی، ہنسوڑ اور زندہ دلی ان کی اضافی خوبیاں تھیں۔جبکہ دونوں چچیاں بہت سادہ طبیعت کی،پرخلوص اور محبت کرنے والی تھیں۔اپنے اپنے بچوں کو ہاسٹل میں بھیج کر ہمیشہ بہت اکیلی اور افسردہ ہوجاتی تھیں،لیکن چاشین کی آمد سے انہیں ایک مکمل مصروفیت مل گئی تھی۔انہوں نے چاشین کو ہتھیلی کا پھپھولا بنا لیا تھا اور اسے ہمیشہ اپنے بچوں سے بڑھ کر چاہا تھا۔ان کی یہ چاہت بہت وقت گزرنے کے ساتھ کم نہیں ہوئی تھی بلکہ بڑھتی چلی گئی تھی۔چاشین کی ہمت نہیں ہوسکتی تھی کہ وادی میں میں اکیلی سیر کے لئے نکلتی۔

دراصل ان لوگوں نے چاشنین کو خصوصاً وی آئی پی پروٹوکول دے رکھا تھا پھر رادیہ،ناجیہ اور لیلی باجی نے اس کے کئے نام رکھے ہوئے تھے۔کوئی اسے شیریں کہا کرتا۔۔کوئی چاشنی کوئی مٹھاس۔۔۔کوئی قلاقند،کوئی رس گلہ۔۔۔چاشین کے نام کے کئ معانی اور مطالب تھے اور یہ لوگ نام کی جگہ اس کا معانی استعمال کرتے۔چاشین ان کی محبتوں اور نوک جھونک کی عادی ہوچکی تھی۔وہ ان کے درمیان رہ کر ہنسنا سیکھ چکی تھی۔بولنا سیکھ چکی تھی۔۔مذاق کرنا سیکھ چکی تھی۔

حالانکہ اس گھر میں چاشین سے بڑھ کر حسین چہرے تھے۔باجیاں تو ساری بہت عالی شان تھیں۔ان کے سامنے چاشین تو کچھ بھی نہیں تھی۔ان میں تو ادا تھی ایک خاص وقار،دل فریبی اور اعلا تعلیم کا اعتماد تھا اوپر سے اچھی اٹھان اور سگھڑاپا ایسا جس کی کہیں بھی مثال نہ ملے اور ان سب دل فریب پریوں میں چاشین صرف خوبصورت تھی۔سبک خرام سی۔۔آنکھوں کو بھلی لگنے والی۔۔۔توبہ شکن یا قیامت خیز تو کہیں نہیں تھی لیکن ان سب کی توجہ اور پیار نے اسے بہت سندر بنا دیا تھا لیکن اعتماد کا اب بھی فقدان تھا۔وہ باجیوں کی طرح خوش اسلوب یا خوش گفتار نہیں بن سکتی تھی۔جب وہ آپس میں بیٹھ کر کسی بھی ٹاپک کو انگریزی میں ڈسکس کرتی تھیں تب اس کا احساسِ کمتری عود آتا۔ہاں وہ انکی طرح گفتگو کے فن سے آشنا نہیں تھی اور اسے باجیوں سے سیکھنے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کا اتنا موقع بھی نہیں مل سکا تھا۔کیونکہ وہ ویک اینڈ پہ آتی تھیں اور جلد ہی واپس چلی جاتی تھیں پھر ایک دن ہوا کچھ یوں کہ چاشین کی محدود زندگی میں ایک بڑی تبدیلی اچانک ہوئی جس نے امن آباد کے مکینوں کو حیرت اور شاک کی اندھی وادی میں دھکیل دیا۔

هوا کچھ یوں تھا باجیاں چاہتی تھی۔وہ خوب محنت کرے۔دسویں کا امتحان پاس کرے اور اسلام آباد کے اچھے کالج میں اسے داخلہ مل سکے۔اس لئے ان دنوں چاشین دل و جان سے پڑھائی میں مگن تھی۔اس دن ڈھلتے سورج کو دیکھتی وہ پیپر کی تیاری میں مگن تھی۔کھڑکی کے پٹ کھولے تھے اور سورج کی نارنجی شعاعیں کمرے میں پھیل رہی تھیں۔یہاں سے دریا کا دوسرا کنارہ دکھائی دیتا تھا۔کنارے سے اٹھتے ہوئے وادئی نگر کے پہاڑ اور ایک تنگ درہ جس میں ایک سیاہی مائل گلیشیئر جھانکتا ہوا آگے آرہا تھا۔کتنا دِل نشین مبہوت کردینے والا منظر تھا۔اسکی نگاہیں اس مبہوت کردینے والے منظر میں اٹکی اچانک ایک ایسے چہرے پر ٹھہر کر منجمند ہوئی،جو اس کے لیے قطعی طور پر اجنبی چہرہ تھا۔انتہائی اجنبی،انجان اور نا آشنا،گھر کے پھاٹک پہ ایک پراڈو آکر رکی تھی اور اس پراڈو کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہ خوب صورت مرد بیٹھا تھا۔۔۔اتنا سنہرا جیسے چڑھتا ہوا سورج۔۔۔اتنا مغرور اور سخت جیسے ہنزہ کے نخوت زدہ گلشیئر تنا ہوا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اکڑا ہوا ناک کی سیدھ میں دیکھتا۔۔نخرے نخوت اور غرور کے ساتھ نیچے اترتا
ایک جھٹکے سے دروازہ بند کرتا۔۔چاشین کا دل جیسے اسی دروازے کے ساتھ ہی
کھلا اور بند ہوگیا۔یوں لگا جیسے کوئی درِدل کو کھول کر اندر آیا اور ہمیشہ کے
لیے قید ہوگیا۔آخر یہ دل کی دنیا میں کیا ہوا؟یہ کیسا بھونچال آیا؟اسکے قدم
زمین پہ نہیں پڑ رہے تھے چاشین کے دل پہ پڑ رہے تھے اسکے ہاتھ سے
کتاب گر گئی تھی۔وہ نا سمجھ تھی کم عمر تھی۔اپنی ایک بھی کیفیات کو سمجھ نا
پائی۔دنیائے دل کو لٹا بھی آئی پھر بھی انجان ہی رہی۔وہ اکیلا نہیں تھا۔اسکے
ساتھ دو لوگ اور بھی تھے۔ویسے ہی تنے ہوئے اونچی ناک اور اونچی گردن
والے۔۔وہ ان دو لوگوں کے اصرار پہ ہی بہ مشکل ڈرائیونگ سیٹ سے اٹھا تھا
ورنہ اسکے رویے سے لگ رہا تھا وہ ان کو ڈراپ کرنے آیا ہے اور بیرونی
دروازے سے ہی پلٹنا چاہتا تھا اندر آئے بغیر۔۔اور جب وہ لوگ اندر چلے گئے
تب اچانک ہی دیکھنے والی نگاہ کا ہر منظر پھیکا پڑ گیا تھا۔اور کچھ ہی دیر میں نیچے
دنگل مچ گیا۔۔کوئی باورچی کھانے کو بھاگ رہا تھا کوئی برتن شوکیس سے نکال
رہا تھا کوئی میز سجانے کے لیے لوازمات اکٹھے کررہا تھا۔تب سہمی سی خوف زدہ
چاشین کو سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ایک آواز نے بے ساختہ روک لیا۔
"اردب بھائی جان آئے ہیں۔ساتھ افراح بھابھی اور عزت مآب،نہیں محترم،ظل
پناہ،عالی جاہ،شہزادہ معظم،نور چشم،ولی عہد جناب دیان اردب کاظمی صاحب نے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھی اس غریب خانے کو عزت بخشی ہے۔آج تو سورج شمال سے نکلا ہوگا۔یہ تو معجزہ ہوا۔زندگی میں شاید پہلی مرتبہ ظل پناہ ءشریف لائے ہیں۔دل چاہ رہا ہے دیسی گھی کے چراغ روشن کروں۔عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر حاضری دوں۔کوئی بڑی سی نذر مانوں۔"یہ ناجیہ تھی۔ایک ہی سانس میں بولتی جارہی تھی۔بغیر رکے،بغیر ٹھہرے۔

"سو نفل پڑھ لینا۔"رادیہ نے مشورہ دیا۔

"میں تو کہتی ہوں۔۔الٹاٹک جاؤ۔"لیلٰی نے بھی اس کارِخیر میں حصہ لیا۔

"نذر ماننی ہے تو کوئی بڑی مانو۔چپ چاپ دریائے ہنزہ میں ڈوب جاؤ۔"لالہ رو مسکرائی تھی۔ناجیہ نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔پھر فرداً فرداً سب کو دو چار سنائی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم سب کے منہ میں کیڑے پڑیں۔۔۔بات کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہو۔"ناجیہ کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

"ارے میٹھی!آجاؤ نا۔۔۔رک کیوں گئیں؟آؤ آؤ اس کارِخیر میں حصہ لے لو۔"

ناجیہ دل کی بھڑاس نکالتے نکالتے اچانک رک گئی تھی اور چاشین اتنی ہونق ہوئی کہ وہیں سیڑھیوں پہ ہی رک گئی تھی۔جبکہ مچھلی کے قتلے تلتی رادیہ نے اور روسٹ فرائے کرتی لیلٰی نے بھی مڑ کر اسے دیکھا تھا پھر مسکرا دی تھیں۔

"آؤ چاشی رک کیوں گئی؟کیا پیپر کی تیاری ہوگئی؟"رادیہ نے مسکرا کر نرمی سے پوچھا۔چاشین اتنی غائب دماغ تھی اثبات میں سر بھی نہ ہلا سکی۔

"بھاڑ میں جائے پیپر اسے ذرا بیٹھک میں بجھوائیں۔اپنے تایا زاد کا دیدار کر آئے بلکہ تایا زاد کے ولی عہد کا۔جس کی گردن میں سریا فٹ ہے۔کسی کی طرف دیکھنا گناہ سمجتا ہے۔کلام کرنا اپنی بے عزتی۔کس قدر ذلت کی بات ہے۔ہم سب با جماعت سلام کرنے کے لیے گئیں اور اس نے نگاہ اٹھائے بغیر جواب ہمارے منہ پر دے مارا۔دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔"ناجیہ احساسِ توہین سے بھڑبھڑ جل رہی تھی اور باقیوں کے چہروں پہ دبی دبی مسکراہٹ تھی۔چاشین ہونق پن سے ان سب کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

"وہ اردب بھائی جان کا بیٹا ہے ان ہی کی طرح مغرور ہوگا۔وہ ہم پہ یا تم پہ تو نہیں جائے گا۔"رادیہ بھی دور کی کوڑی لائی تھی۔

"اور بھائی جان بھی تو ایسے ہی تھے۔یہ تو تایا کی وفات سے کچھ پہلے تبدیل ہوئے ہیں اور اپنے رشتے داروں سے بھی ملنا ملانا شروع کیا ورنہ وہ تو یہاں آتے ہی نہیں تھے۔"لالہ رو نے ایک فشک پیں اڑاتے ہوئے جتلایا۔

"وہ دفترِ خارجہ میں بڑا افسر ہے۔بہت بڑا انٹرنیشنل ویزے پہ ساری دنیا گھوم سکتا ہے۔بہت قابل ہے،بہت باکمال ہے اور پھر اتنا تو اسکا حق بنتا ہے نا؟تھوڑا سا نخرہ دیکھا دے۔تھوڑا ایٹیٹیوڈ،تھوڑی سی بے نیازی۔"وہ ہنستے ہوئے لوازمات

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے بھری ٹرے سیٹ کررہی تھی۔چاشین سر ہلانے لگی۔جیسے حرف بہ حرف ان کی بات سمجھ میں آگئی ہو۔پھر رادیہ باجی اسے اپنے ساتھ بیٹھک میں لے گئیں۔۔وہاں پہ شاندار سے اردب بھائی جان بیٹھے تھے اور ان کے برابر انکی خوبصورت سی نخریلی بیوی جبکہ ان کا بیٹا دیان اردب شاید جانے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔میز پہ رنگ رنگ کے لوازمات سجاتی باجیاں قدرے گڑبڑا گئیں۔وہ اٹھ کر جارہا تھا مگر وہ سب روکنے پر قادر نہیں تھیں۔۔۔نہ وہ رکنے کے لیے تیار تھا۔

رادیہ باجی کے پیچھے چھپی چاشین نے لالہ رو کے آنکھیں دکھانے پر مری مری آواز میں سلام کیا تھا جس پہ اردب بھائی جان چچا جان سے باتیں کرتے چونک گئے تھے اور چونکی تو افراح بھابھی بھی تھیں مگر یہ چونکنا غیر معمولی نہیں تھا۔ اس کے سلام کا جواب دے کر وہ پھر سے چاچی کو ہوئی بات بتانے لگ گئی تھیں لیکن اردب بھائی جان نے اسے پاس بلا کر پیار کیا تھا اور ان کا سر پر ہاتھ رکھنا اتنا سایہ دار تھا کہ چاشین کا دل خوشی کے احساس سے سرشار ہوگیا۔

"ناظم کی بیٹی؟۔۔۔ہیں نا؟"وہ قاسم چچا سے پوچھ رہے تھے۔قاسم چچا نے اثبات میں سر ہلایا۔ان کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ آگئی تھی پھر وہ افراح بھابھی کی طرف متوجہ ہوگئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ ناظم کی بیٹی ہے۔میرا دوست تھا۔ہم نے بڑا لمبا عرصہ ایک ساتھ گزارا۔" وہ اپنی بیوی کو بتا رہے تھے جو غیر دلچسپی سے سن رہی تھیں۔ان کے رویے پہ چاشنین کا دل کچھ کھٹا پڑ گیا۔اس کے بابا اردب بھائی جان کے چچا تھے لیکن ایک زمانے میں یہ دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست رہ چکے تھے۔کیونکہ ان کی عمروں میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔جب اردب بھائی جان نے پرانی باتوں کا ذکر چھیڑا تو افراح بھابھی قطعاً بے نیاز ہوگئیں۔۔ان کا بیٹا تو بہت پہلے ہی جاچکا تھا۔۔چاشنین پہ کھڑے کھڑے ہی انکشاف ہوا تھا اردب بھائی جان کا بیٹا اپنی ماں کی طرح مغرور اور خود پسند تھا۔وہ تو چائے پہ بھی نہیں رکا سب کے روکنے اور اسرار کے باوجود بھی۔کتنا روکھا سرد اور احساسات سے عاری آدمی تھا۔کسی کے خلوص اور جذبات کا خیال تک نہیں کرتا تھا۔چاشنین کے دل پہ بوجھ آ گرا۔پھر اردب بھائی جان اور افراح بھابھی چلے گئے تھے۔وہ تھوڑی دیر کے لیے آئے تھے اور انکے واپس جانے کے ایک ہفتے بعد جیسے دھماکہ ہوگیا تھا۔۔ایک ایسی انہونی جو گمان میں ہی نہیں تھی۔

اور ان دنوں رستوں پر سدا بہار شہتوت سیاہ ہورہے تھے۔سوکھی خوبانی بازاروں میں عام بکتی تھی۔قاسم چچا ڈھیروں کے حساب سے خشک میوہ جات لائے تھے۔اس کے امتحان سر پر پہنچ رہے تھے۔وہ پورا دن کتابیں رٹنے اور

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پرچے یاد کرنے میں لگی رہتی تھی۔اور چچیاں اسے باداموں والے دودھ اور دماغ تیز کرنے کے لئے سوغاتیں بنا بنا کر کھلاتیں وہ اس کے جی بھر کے ناز اٹھاتی تھیں پھر شام ڈھلی رات چھائی۔۔۔بادلوں نے آسمان سے اپنا غلاف کھینچ لیا تو سیاہ آسمان پر ستارے ٹمٹمانے لگے تھے۔اچانک پھاٹک پر سیاہ پراڈو آکر رکی تھی۔گھر والے حیران سے ہوگئے۔اردب بھائی جان کا ہفتے کے اندر یہ دوسرا چکر لگا تھا۔آخر ماجرہ کیا تھا؟اور اس دفعہ بھی وہ اکیلے نہیں تھے۔افراح بھابھی بھی تھیں اور کچھ میٹھی سوغاتیں بھی۔۔۔سب حیران متعجب اور پریشان تھے کیونکہ اردب بھائی جان کا رویہ خاصہ پر اسرار تھا۔پھر رات کو دادا کے کمرے میں محفل سج گئی تھی اور اس محفل بلکہ خفیہ میٹنگ میں یہ معمہ بھی حل ہو گیا تھا۔خبر ایسی کہ جس نے سنا ششدر رہ گیا۔کیا یہ ممکن ہو سکتا تھا؟!اعظم چچا اور قاسم چچا باقی لوگوں کی طرح متحیر نہیں تھے وہ نارمل تھے بلکہ بہت خوش بھی اور چچیاں بھی کسی حد تک خوش تھیں۔۔ایک بھولی بسری خوش بختی انکے دروازے پر دستک دینے آئی تھی۔وہ کواڑ کھولنے میں دیر کیوں کرتے؟ انہوں نے اردب بھائی جان کا مدعا جان کر کچھ دیر سوچنے کے لیے وقت مانگا تھا۔اور اسی مانگنے کے وقت میں اعظم چچا نے چاشنین کی رائے مرضی بھی جان لینی چاہی تھی پھر اردب بھائی جان کو فوراً ہی ہاں میں جواب دے دیا گیا جس نے سنا بس دنگ رہ گیا۔لڑکیوں بالیوں نے دل تھام لیے تھے۔

ہر کوئی چاشین کے بخت کی بلندی پر متحیر تھا اور چاشین ایسی حیران گم سم چپ کہ چچاؤں کو مثبت عندیہ دینے کے بعد بھی کسی خواب کی کیفیت میں تھی۔یقین تھا کہ آتا ہی نہیں تھا۔اس میں کیا تھا؟جو اس کا انتخاب کیا گیا؟ اردب بھائی جان آپ نے اسی مغرور بیٹے کے لیے اس سے مانگنے آئے تھے۔ وہی جو سورج کی مانند گرم اور سنہرا تھا۔سونا اگلتی آنکھوں جیسا گرم،غضیلا، نخریلا اور اکھڑا اکھڑا۔وہ جو دیان تھا۔یعنی حاکم۔۔یعنی حکومت کرنے والا۔۔۔یوں چاشین کے دل کا حاکم بنا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی۔یقین نہ کر کے بھی یقین کرنا پڑا تھا۔کیونکہ افراح بھابی اپنے سارے کروفر کے ساتھ دل پہ پتھر کی سل رکھے آخرکار چاشین کو رسم کی انگوٹھی پہنا دی گئی تھی۔باجیوں کو خاص الخاص بلوایا گیا۔۔۔پہلے وہ حیران ہوئیں۔۔پھر پریشان اور پھر بے ساختہ خوش۔۔ اسکے دل میں جو ہلکا سا کھٹکا تھا وہ بھی نکل گیا۔اسے ڈر تھا۔شاید کہیں کوئی بغاوت کی آواز نہ اٹھ آئے۔یہاں پہ حسد،بغض اور کینے والی بات ہی نہیں تھی۔باجیاں اسے ہنساتی،مذاق کرتیں،اسے طرح طرح سے ستاتی تھیں۔گھر میں رونق کا سماں بندھ گیا اور ان ہی دنوں میں تاریخ طے کردی گئی تھی۔

حالانکہ چچیاں متذبذب تھیں اور باجیاں پرجوش۔۔۔۔چچیاں کہتی تھیں چاشین تو بڑی کم عمر ہے۔۔نا سمجھ اور معصوم۔۔۔بھلا شادی شدہ زندگی کی ذمہ داریاں اٹھا سکے گی؟لیکن یہاں پہ کوئی اس نکتے پہ غور کرنے والا نہیں تھا۔۔۔اردب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھائی جان تاریخ لینے کے لیے آئے تو چچیوں کے سارے اعتراضات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔بھلا اردب بھائی جان کے سامنے کسی کی مجال تھی جو بول سکتا۔اور جب شادی کی تاریخ طے ہوگئی تب بھی کسی کو یقین نہ آتا تھا۔ اور کبھی کبھار ایسا ہوجاتا ہے۔جو چیز تصور سے بالاتر ہوتی ہے اس کا حصول آسان ثابت ہوجاتا ہے۔ابھی تو اسے دیکھ کر دل دھڑکنا بھولا تھا۔ابھی تو اسے دعاؤں میں مانگنا باقی تھا اور بغیر دعا کے بغیر کوشش کے بن مانگے عطا کردیا گیا تھا۔اور اسکی آنکھوں میں دل کی زمین پہ چلنے والا پورے جلال سے اور پوری شان سے بس گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہنزہ پہ ان دنوں بادلوں کا سایہ رہتا تھا اور درختوں کی شاخیں سیبوں کے بوجھ سے لدی تھیں۔گھر کی ساری انگیٹھیوں میں کوئلے دہکتے تھے۔پورا ہنزہ سرد اور برفیلا تھا۔ٹھنڈ خون کو سرد کرنے والی تھی جب گھر میں چچیوں نے ڈھولک منگوا کر رکھ لی۔ساری لڑکیاں اپنی ساری مصروفیات ترک کرکے پہلی فرصت میں امن آباد پہنچ چکی تھیں۔یہ ان کے گھر کی نہیں بلکہ خاندان کی پہلی شادی تھی۔دیان،تایا کا اکلوتا اور پہلا پوتا تھا جبکہ چاشین سب سے چھوٹے چچا کی اکلوتی اور اس گھر کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی۔مقابلہ تو ٹکر کا تھا اور شادی کھڑک کر ہونا قرار پائی تھیں۔۔یعنی سب ہی دھوم دھام کے ساتھ۔۔

مایوں کے دنوں میں ہی اسکا جہیز دیان ہاوس میں پہنچا دیا گیا تھا۔اعلا سے اعلا، قیمتی سے قیمتی۔۔۔ہر چیز باجیوں نے اپنی اعلا چوائس کو مدِنظر رکھ کر خریدی تھی اور انہوں نے جو اس کے لیے کپڑے بنوائے تھے وہ بھی انتہائی نفیس اور اسٹائلش۔۔شادی سے دو دن پہلے افراح بھابھی کی کال آگئی۔اس کال میں عجیب سی نخوت اور تحکم تھا۔اتنا کہ امن آباد میں رہنے والوں کو نہ انکا لہجہ پسند آیا اور تحکم بھرا انداز۔۔انہوں نے چھوٹی چچی سے اپنے ازلی مغرور لہجے میں کہا تھا۔

"اسے امن آباد سے خود ہی پیسرڑی مت بنوایئے گا چچی۔۔شہر سے بیوٹیشن بلوالیں۔دیکھنے کے قابل تو ہو۔بارات میں پورے شہر کی کریم ہوگی۔"انہیں اپنی سبکی کا خدشہ تھا یا جو بھی تھا لیکن ان کے الفاظ ایسے نہیں تھے جو نظر انداز کیے جاتے۔چھوٹی چچی کو بہت ہی برا لگا۔لیکن انہوں نے نرمی سے ہی جواب دیا۔۔وہ بات بگاڑنا نہیں چاہتی تھیں۔

"افراح کیسی باتیں کرتی ہو؟ہم بھی عقل رکھتے ہیں اور بچیاں ماشاءاللہ سب جانتی ہیں۔"

"لیکن اس میں اتنے گٹس نہیں لگتے۔۔"وہی نخوت بھرا انداز۔چھوٹی چچی نے بامشکل ہی افراح کا انداز پیا تھا۔

"میٹھی کی طبیعت میں سادگی ہے لیکن وہ بے وقوف نہیں۔"چچی نے بس اتنا ہی کہا۔افراح نے مزید کچھ سنے بغیر فون رکھ دیا تھا۔جبکہ چچی خدشات میں گھری پریشان سی بیٹھی رہ گئیں۔"میٹھی کا نباہ افراح کے ساتھ ہوپائے گا؟یہ تو تلوار سی عورت ہے۔اللہ ہماری بچی کے حال پہ رحم کرے۔"ان کا دل بارات والے دن تک خدشات میں گھرا لرزتا ہی رہا تھا۔انہیں پریشان دیکھ کر بڑی چچی نے وجہ دریافت کی تو چھوٹی چچی نےافراح کی کال کا بتا دیا۔

"سارے زمانے کی عقلمند تو افراح ہی ہے۔۔۔سارے گنوں سے لبالب بھری۔ باقی سب تو عقل سے فارغ۔۔۔حقیر اور کیڑے مکوڑے۔۔جانے ہماری بچی کا وہاں کیسے گزارا ہوگا۔"بڑی چچی کا تفکر کے مارے برا حال تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور آپ کو نہیں لگتا ماں اور بیٹے میں کوئی فرق نہیں۔۔ماں نخریلی اور بیٹا مہا نخریلا۔۔۔ہماری معصوم سی میٹھی تو ان نخرے بازوں کے نخرے اٹھا اٹھا کر پس جائے گی۔"انکے غم اور فکر کا کوئی انت نہیں تھا پھر ان ہی خدشات کے دوران بارات کا دن بھی آگیا۔

اردب بھائی جان کے اکلوتے بیٹے کی بارات کا دن تھا۔ایسی بارات شاید امن آباد میں پہلی مرتبہ آئی تھی۔تب ہی تو دور دور سے لوگ دیکھنے کے لیے

گھروں کی چھتوں پہ چڑھ آئے۔جیسی اعلا بارات تھی۔۔جیسے اعلا باراتی تھے ویسا ہی شاندار انکا روح رواں۔۔اس پوری محفل کا مرکز نگاہ دلوں پہ راج کرنے والا۔

اور وہ دیان اردب کاظمی تھا۔۔۔پتھر سے تراشہ ہوا بت۔۔ناک کی سیدھ میں دیکھنے والا۔۔سر اٹھا کر چلنے والا۔۔اکھڑ سنجیدہ مغرور اور حاکم۔

بارات کا انتظام شامیانے لگا کر کیا گیا تھا اور بڑی اعلی ضیافت کا انتظام تھا۔پھر روایتی قسم کی رسومات بھی چلیں۔۔جن پہ افراح بھابھی کا موڈ ریکھا ہی رہا۔۔۔پھر دیان کو خواتین والے حصے میں بلایا گیا۔باجیوں اور دور دراز کی شرارتی کزنز نے لمبے رسومات کے ایک ایک پل سے حظ اٹھایا تھا گو کہ دیان ان لمبی چوڑی رسومات کو سخت ناپسند کررہا تھا۔لیکن بظاہر اس نے جتانے یا تیور دکھانے سے گریز کیا تھا۔اور ڈھیروں دعاؤں کے سائے تلے محبتوں کی پتیاں نچھاور کرتے ہوئے امن آباد کے مکینوں نے چاشین کو اس گھر سے رخصت کردیا تھا اور وہ اپنے تیسرے اور آخری ٹھکانے کی طرف محو سفر تھی۔ایک پرنم اور قدرے خوشگوار سفر تھا۔جس گاڑی میں چاشین تھی اس میں ڈرائیور،اردب بھائی جان،چاشین اور دو چھوٹی سی سنہری تتلیاں تھیں۔۔امن اور امان۔۔سنہرے بالوں والی خوبصورت گڑیائیں۔قریب بارہ اور گیارہ سال کی تھیں۔وہ

اس کے دائیں اور بائیں موجود تھیں۔دونوں نے اسکا ایک ایک ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور اس کے کانوں میں گھسی چہکتیں۔

"تم تو چاشنی ہو پھر سب تمہیں میٹھی کیوں کہتے؟"امن اس سوال کا جواب جاننے کے لیے کب سے تنہائی کی منتظر تھی اور یہ موقع اسے گاڑی میں ہی میسر آگیا۔اس گاڑی میں بہت سخت سا بھائی نہیں تھا اور موڈی سی ممی بھی نہیں تھیں۔۔بس شفیق سے بابا تھے۔جن کی موجودگی میں وہ نئ نویلی پیاری سی بھابھی سے گپ شپ لگا سکتی تھیں۔وہ بھابھی جو بہت چھوٹی سی تھی اور غصیلے بھائی سے بہت الگ بھی۔دیکھنے میں گڑیا سی لگتی۔دونوں کو اپنی اکلوتی بھابھی پسند آ چکی تھی۔چاشنی کو ان کا سوال بڑا اچھا لگا۔اس نے تھوڑا سا سر اٹھا کر امن کی طرف دیکھا تھا۔پھر ہولے سے مسکرا دی۔

مجھے تو سب یہی کہتے ہیں۔۔میٹھی،مٹھاس،شیریں،چاشنی۔۔میرے نام کا یہی مطلب بنتا ہے۔"اس نے سادگی سے بتایا تھا لیکن اس کے دائیں بائیں بیٹھی مخلوق قطعی طور پر سادہ نہیں تھی۔انہوں نے اپنی سنہری آنکھوں کو سکیڑ کر سر ہلایا۔

لیکن میں ایک بات سوچ رہی ہوں۔۔یہی کہ دیان بھائی تمہیں کیسے بلائیں گے؟کیا کہیں گے؟میٹھی؟مٹھاس یا چاشنی؟"ایسا سنجیدہ انداز تھا جیسے بہت ہی مشکل صورت حال درپیش تھی اور بڑا ہی غور طلب معاملہ تھا۔چاشنی تو اس

بولڈ نیس پہ پسینہ پسینہ ہوچکی تھی۔دل تو پہلے ہی دیان کے نام پہ دھک دھک کرنے لگا تھا۔اوپر سے ان دونوں کے سوال نے اس کے چھکے ہی چھڑا دیے۔ مارے گھبراہٹ کے اس کا سر جھک گیا تھا۔ان کی یہ گفتگو دیان ہاؤس میں داخل ہوتے ہی سمٹ گئی تھی۔

گاڑی دیان ہاؤس کے پورٹیکو میں آ کر رک گئی تھی۔وہ دونوں اچھل کر باہر نکلیں۔پھر امن اور امان نے اسے سہارا دے کر باہر نکالا۔پورا گھر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔اس کے استقبال کے لئے باہر کوئی نہیں آیا۔افراح بھابی اور دیان کی گاڑی پہلے پہنچ چکی تھی۔وہ اس وقت کہاں تھے؟اس کے سن ہوتے دماغ میں کوئی بات سما نہیں رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ ایک خوبصورت پرانے طرز پہ بنا بنگلہ تھا۔پھلوں کے درختوں اور ہرے بھرے باغیچوں سے سجا۔دارلحکومت کے مضافات میں سرکاری اراضی پر بنا یہ بنگلا کسی کی اعلا سوچ کا شاہکار لگتا تھا۔یہ اراضی افراح بھابھی کے والد کو فوج سے ریٹائرڈ ہونے پہ ملی تھی۔وہ فوج کے اعلا عہدے سے ریٹائرڈ تھے۔افراح بھابھی ان کی اکلوتی اولاد تھیں۔یوں اردب بھائی ہمیشہ سے گھر داماد ہی رہے۔ جب بھی پنڈی ہیڈ کوارٹر پوسٹنگ ہوتی انکا ٹھکانا دیان ہاوس بن جاتا۔جو تھا تو ان کے سسر کا بنگلا لیکن دیان ہاوس کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔کیونکہ نانا

نے اپنی پراپرٹی دیان کے نام لگا دی تھی۔نانا اور نانو کی دیان میں جان بند تھی۔جو محبت،توجہ اور چاہت دیان کے حصے میں آئی تھی وہ امن اور امان کو نہیں مل سکی۔نانا اس گھر کے ہیڈ تھے۔جنہیں سب ڈیڈ جی کہا کرتے اور نانو سط کی مام جی تھیں۔یہ اتنی سی مدت میں معلومات امن اور امان نے بہم پہنچائی تھیں۔وہ اسکی خواب گاہ تک ساتھ ساتھ تھیں۔اپنے گھر کے اس خاص کمرے تک ان دونوں نے چاشین کی رہنمائی کی تھی۔دونوں نے اسکا دایاں اور بایاں ہاتھ تھام رکھا تھا۔

وہ اسے ایک پر تعیش،عالیشان کمرے میں لے آئیں۔۔دبیز قالین اور نفاست سے سجایا کمرا دیان کی شبستان تھا۔جس میں ڈبل بیڈ،صوفہ سیٹ،رائٹنگ ٹیبل اورفائلوں،کتابوں،سرکاری کاغذات سے بھرا ایک بک ریک بھی شامل تھا۔اس کمرے کی ایک خصوصیت یہ تھی۔یہاں پہ دیان کی تصویروں کا پورا کلیکشن تھا۔ بچپن سے لے کر اب تک کی تصویریں جن کے خوبصورت کلوز اپ نگاہوں کو بار بار روک رہے تھے۔زیادہ حیرانی اسے تب ہوئی تھی جب امن اور امان اپنی سنہری ہیل پہ گھومتیں چاشین کا ہاتھ تھامے ایک دوسری سمت۔۔ایک الگ کمرے کی طرف آگئیں۔۔یہ بھی پر تعیش روم تھا۔ویسی سجاوٹ اور نفاست سے نگاہوں کو بھلا معلوم ہوتا۔۔چونکی تو وہ تب جب اسے خیال گزرا تھا۔اس کمرے میں چاشین کے جہیز کا سامان سجا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور تم تھکی تو نہیں؟"امن کو بے ساختہ خیال آیا تھا۔اس نے پھر سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔"حالانکہ انگ انگ میں تھکن اتر رہی تھی اور سارا بدن ٹوٹ رہا تھا۔۔شاید تھکاوٹ سے بخار ہورہا تھا۔اس نے اپنی تھکی آنکھوں کو دبایا تھا۔ابھی ان دونوں کا لمبی گفتگو کا ارادہ تھا لیکن دروازہ کھلا اور کوئی ندر آتا دکھائی دیا تھا۔دونوں بچیاں جلدی سے بیڈ سے اتر گئیں۔دونوں کے چہروں پہ آناً فاناً ہراس اتر آیا کیونکہ آنے والے چہرے پہ تاثرات ہی ایسے تھے۔آنے والی خاتون کے تاثرات اچھے نہیں تھے۔ان کے چہرے پہ برہمی پھیلی تھی اور سنہری آنکھوں میں غصہ دکھائی دیتا تھا۔۔وہ ان دونوں بچیوں کو غصے میں ڈپٹ رہی تھیں۔

"تم دونوں یہاں گھسی ہو مام جی کو سلام تک نہیں کیا۔فولش گرلز!"انکا چہرہ بھی سرخ تھا اور موڈ بہت آف۔۔لگتا نہیں تھا صرف بچیوں پہ غصہ ہے۔جانے کسی اور بات پہ بھی غصہ تھا جسے چاشین سمجھ نہیں سکی تھی۔بس ہونق انداز میں انہیں دیکھتی رہی۔دونوں فوراً سینڈلز اٹھا کر باہر بھاگ گئیں۔لیکن جاتے جاتے چاشین کو اشارہ ضرور کیا۔

"میٹھی صبح ملیں گے۔ٹیک کیئر اینڈ سی یو سون۔"انہوں نے پیار سے ہاتھ ہلائے اور باہر نکل گئیں۔اس طلسماتی خاموشی میں چاشین اکیلی کھڑی رہ گئی

تھی افراح بھابھی کی نگاہوں کے سامنے۔وہ اسے بغور تک رہی تھیں۔۔اور چاشنین ان کی نگاہوں سے کنفیوز ہورہی تھی۔انہوں نے گہرا سانس لے کر اپنی خوردبین جیسی نگاہیں اسکے چہرے سے ہٹالی تھیں اور ابھی چاشنین سکھ بھرا سانس لے بھی نہیں پائی تھی جب افراح نے اپنے مخصوص تحکم بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنا حلیہ درست کرو۔۔اس روایتی گیٹ اپ کو چینج کرو۔دیان کا مزاج پہلے ہی گرم ہے۔تمہیں س حلیے میں دیکھ کر بگڑ جائے گا۔۔اسے یہ مصنوعی چیزیں اٹریکٹ نہیں کرتیں۔"انہوں نے کسی قدر بے راز لہجے میں اپنے بیٹے کی ناپسند کو واضح کیا تھا۔اسکا سپنوں سے سجا دل ایک چھناکے کے ساتھ ٹوٹ گیا تھا۔اس کے ارمانوں ہی برف گر گئی تھی۔۔انہیں پتا ہی نہیں چلا تھا۔جھکے سر اور جھکی آنکھوں والی چاشنین کے سیاہ کنوروں میں نمکین پانی بھرتا ہی جارہا تھا۔

"اس روم میں تمہارا سامان ہے اور دیان اپنے روم میں اپنی چیزوں کے علاوہ کچھ اور پسند نہیں کرتا۔اس کی نیچر ہی ایسی ہے۔شروع سے الگ تھلگ رہا ہے فیملی سے۔فیملی کانشس نہیں۔اب بھی اسکی وہی روٹین ہے۔تم آگئی ہو تو آہستہ آہستہ بہتری آجائے گی۔"جب وہ پون گھنٹہ واشروم میں میک اپ صاف کرنے اور منہ دھونے کے بہانے آنسو گرا کر باہر آئی تو اسے بالکل بھی امید نہیں تھی وہ ابھی تک روم میں ہی موجود ہونگی۔وہ انہیں دیکھ کر ایک مرتبہ پھر

گھبرا گئی تھی۔اس نے سہمی سہمی نگاہوں سے انہیں دیکھا تو وہ اپنے ازلی انداز میں گویا ہوئی تھیں۔

"اسے گیدرنگز اور لوگوں کی کمپنی پسند نہیں۔اس کا سرکل خاصہ وسیع ہے لیکن وہ ہرگز بھی شوشل نہیں۔بس کام کی حد تک لوگوں سے ان ٹچ ہے۔ موڈی ہے۔۔اسکا مزاج سخت ہے۔تمہیں ہی ڈھلنا ہوگا۔نرم پڑنا ہوگا۔"وہ اپنے بیٹے کے رویے سے اسے روشناس نہیں کروا رہی تھیں بلکہ اس کی حدود اور لمٹس کا بتا رہی تھیں۔

اسے کہاں تک خود کو محدود رکھنا تھا اور کس حد تک اپنی حیثیت اس گھر میں منوانی ہے۔۔جبکہ وہ تو پہلی منزل پر ہی اپنی حیثیت سمجھ گئی تھی۔جو شخص اپنی شادی کی پہلی رات بھی فطرت،موڈ اور مزاج کے تابع ہوکر خود میں تبدیلی لانے کا روادار نہیں تھا۔۔وہ زندگی کے کسی بھی مقام پہ اپنے معیار سے ایک انچ نیچے آنا گوارا نہیں کر سکتا تھا۔کیسے جھک جاتا؟کس طرح سے تابع ہوجاتا؟اس نے ساری گفتگو کے لفظ لفظ کو گرہ میں باندھا اور اندر تک شکستہ ہوگئی۔وہ اس کا دھلا دھلایا شفاف اور سادہ روپ دیکھ کر تو مطمئن تھیں۔وہ اس وقت گلابی سادہ سے لباس میں گلابی رنگ کے سارے عکس چہرے پہ لیے خاموش اور سوگوار کھڑی تھی۔اپنے لیے دوسرے حکم نامے کی منتظر؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہیں صبح مام جی سے ملوایا جائے گا۔ابھی وہ دواوں کے زیرِ اثر آرام کررہی ہیں۔ڈیڈ تمہیں اس گھر کے معاملات سمجھا دیں گے۔کل ولیمے کا فنکشن ہے۔ اس ریسیپشن کے بعد روٹین لائف معمول پہ آجائے گی۔اینی وے۔۔میرے ساتھ آؤ۔"وہ ہاتھ باندھے غلاموں کی طرح اپنی ساس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔انہوں نے جو کہا اس نے سن لیا۔۔انہوں نے جو کہا اس نے سمجھ لیا۔ انکار کا کوئی جواز نہیں تھا۔اعتراض کا کوئی جواز نہیں تھا۔سوال کا کوئی جواز نہیں تھا۔

وہ کچی مٹی سے گوندھی ہوئی عورت تھی۔اسے جس سانچے میں ڈھالا جاتا آرام سے ڈھل جاتی۔دیان کا روم اسکی شاید آخری منزل قرار پائی تھی۔ابھی اس معمے کو حل ہونا تھا یہ آخری ٹھکانہ تھا یا عارضی ٹھکانہ؟دروازے کے سامنے افراح کے قدم رک گئے تھے۔جاشین کو بھی بادل نا خواستہ رکنا پڑا۔۔پھر انہوں لمحہ بھر کے لیے اسکا گھبرایا گھبرایا چہرہ دیکھا اور ٹٹولا تھا۔

"تم میں نفی نہیں ہے۔۔مودب ہو۔یو آر ویری نائس پرسن۔مے یو آلویز بی لکی۔"ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ افراح نے دروازہ کھول دیا تھا۔سنہرا ناب ان کے ہاتھ میں گولائی کے انداز میں گھومتا گیا۔یہ انگریزی میں کیا تھا؟تعریف یا دعا؟اسکا کم فہم محدود علم بے بہرہ ہی رہا۔وہ سر جھکائے اگلے فرمان کی منتظر تھی۔

"تمہیں دیان اردب کاظمی کا ساتھ مبارک ہو۔بہت خوش نصیب ہو جو یہاں تک پہنچ گئیں۔ورنہ اس سومنات انسان سے کئی سورما اور کئی غزنوی ٹکرا ٹکرا کر نیست و نابود ہوگئے۔"ان کے ہونٹ بے آواز ہلے تھے اور اپنی بازگشت کے کئی راز افشا کرتے چلے گئے تھے۔دروازہ کھلا۔۔وہ ایک خوف ایک سہم ایک ڈر کا بوجھ اٹھائے سر جھکائے اندر داخل ہوگئی تھی۔

کمرے میں موبائل کان سے لگائے کسی سے گفتگو میں مصروف تھا۔وہ کسی اور زبان میں محو گفتگو تھا۔جانے کونسی زبان تھی۔کسی اور ملک کی۔وہ کسی ماتحت سے بات کررہا تھا۔دفتر خارجہ کے ماتحت آفیسر سے۔اسکے لہجے میں محسوس کیا جانے والا رعب اور تحکم تھا۔پندرہ منٹ کی یہ گفتگو اختتام پذیر ہوئی تو دیان صاحب نے محسوس کیا۔کمرے میں کوئی اور ذی روح بھی موجود تھا اسکی توجہ اور نگاہِ کرم کی بھیک کا منتظر۔اس کے پگھلے سورج جیسی سونا اگلتی نگاہوں کا حصار چاشین کے گرد بندھا تو اس کے کپکپاتے ہاتھوں میں نمی بھرنے لگی۔اسکا نازک سا،کمزور بدن ہولے ہولے لرزنے لگا۔کھلے علاقوں کی برفانی ٹھنڈ اسکا خون تک سرد کرنے لگی۔اسکے پیر قالین میں دھنس گئے اور نگاہیں پیروں پہ جمی تھیں۔اسکی جھکی نگاہیں اٹھنے کی طاقت کھو بیٹھیں۔قریب تھا کہ وہ گر جاتی معاً ایک سرد اور بارعب سی آواز اسکی بہری ہوتی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔اسکا رواں رواں کان بن گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہاں تک آ سکتی ہو تو آگے بحیرہ روم نہیں بہہ رہا جس میں ڈوب جاؤ گی۔ ادھر آؤ۔"دیان کی آواز نیم روشنی میں ابھری تھی۔چاشین کے جسم میں پھریری سی آئی۔اس نے سینے میں اٹکتا،الجھتا،مچلتا سانس بمشکل کھینچا تھا۔

"یہاں آؤ۔"یوں لمحوں میں فیصلہ ہوا اور چاشین کے لیے جگہ متعین ہوگئ۔ اسے کہاں جگہ ملنی تھی؟پیروں میں یا پہلوں میں؟؟اسکی حیثیت کا بھی تعین ہوچکا تھا۔دیان نے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔وہ سر جھکائے حکم پہ عمل پیرا ہوئی تھی اور اسکی قریب بیٹھ گئی تھی۔دیان نے دو تکیوں کو کراون سے لگایا اور فرصت و سہولت سے اسے دیکھتا رہا۔وہ گھبرائی تھی،ڈری ڈری تھی،سہمی سہمی تھی۔اسکے انداز میں شرم بھی تھی،خوف بھی تھا،جھجک بھی تھی۔وہ اسکا بغور مطالعہ کرتا رہا۔اسے انسانوں کے مطالعے کا خاصہ تجربہ تھا۔اس نے گہرا سانس لیا اور اسکے نو عمر سراپے سے نظر ہٹالی۔وہ ہر لحاظ سے دیان اردب کاظمی کے مقام سے بہت پیچھے تھی۔سوچ میں،عقل میں،عمر میں اور واقعی ہی عمر میں بہت ہی پیچھے تھی۔۔بے شمار سال۔اس کی عمر کتنی ہوگی؟پندرہ سال یا قریب قریب سولہ؟اس سے زیادہ کی توقع تو عبث تھی۔

"چاشین؟یعنی چاشنی میں ڈوبی ہوئی؟ہاؤ فنی؟"اسکا انداز بدل گیا تو چاشین حیران رہ گئی۔جانے اس میں فنی کیا تھا؟وہ سمجھ ہی نہ پائی۔۔اور دیان کے ہاتھ کچھ آگے بڑھ آئے تھے۔۔اس نے چاشین کے رخسار کو چھوا تھا،وہ خوف سے ہلکا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساکسمسائی تھی۔دیان کے پتھریلے،سنجیدہ اور خشک تاثرات میں واضح بدلاؤ آگیا تھا۔اسکا نازک سراپا لرزنے لگا۔کانپنے گا،اسے شرم آرہی تھی۔اس نے جھکی آنکھوں سے خود پہ ایک موسم اترتے دیکھا۔جانے خزاں کا تھا،جانے بہار کا تھا، جانے جاڑے کا تھا۔وہ تو سمجھ ہی نہ پائی تھی۔اسکے اوپر تو چھایا ہوا موسم خود پسندی کا تھا۔احساسِ برتری کا تھا۔اس نے نظریں اٹھا کر دیان کی طرف دیکھا۔ وہ اس کے قریب تھا،اس پہ جھکا ہوا،چھایا ہوا اور اسکے الفاظ ایسے تھے جیسے ہنزہ کی برف ڈھکی سرمئی چٹانیں۔سخت،نوکیلے اور پتھریلے الفاظ۔۔

"اور تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا تم دیان اردب کی خواب گاہ میں ہوگی۔ اس کے اتنے قریب؟اس قدر قریب؟ایسی بات ہے نا؟؟"وہ بڑے دبدبے اور رعب سے پوچھ رہا تھا۔جاشین بھلا کیا جواب دیتی۔۔لیکن وہ جواب مانگ رہا تھا تو اسے جواب دینا ہی تھا۔بولنا ہی تھا دل چاہتا یا نہ چاہتا۔۔

"جی۔۔۔"اس جی میں دیان کے احساسِ برتری کی تقویت کی تھی۔وہ ایسے مسرایا جیسے کوئی فاتح جرنیل مسکراتا ہے۔اور یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو اسکے گلابی ہونٹوں سے چھکی تھی۔ورنہ لگتا نہیں تھا اس چہرے پہ کبھی مسکراہٹ آسکتی ہے۔

"تم اپنے نام کی طرح ہو۔۔چاشنی میں ڈوبی ہوئی۔۔"اسکا لہجہ خواب آگیں تھا۔لبریز،بھرا ہوا۔چھلکتا ہوا اور اسکی شرابی نگاہوں کا سم قاتل اسکے دل کے ایوانوں کو پاگل کررہا تھا۔وہ ایک موسم کی طرح اتر آیا۔۔چھا گیا تھا۔

زندگی کی تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔اسے جاننا اور پہچاننا بھی مشکل ہے،یہ ایک راز ہے،ایسا راز کہ جس نے جان لیا وہ مر گیا اور جو نہ جان سکا وہ مارا گیا۔اور اس پہ زندگی کے عجیب راز منکشف ہورہے تھے۔حالانکہ ابھی تو ابتداء تھی۔آگے جانے کیا کچھ اور ہونا باقی تھا۔ولیمے کے بعد زندگی معمول پہ آگئی تھی۔اور ولیمے پہ امن آباد پورا کا پورا اٹھ آیا تھا۔ولیمہ ریسیپشن بہت اعلا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اپنے ولیمے کے فنکشن میں بڑا ہی گلیمر دیکھا تھا۔جن میں زیادہ اردب بھائی جان،افراح بھابھی کی فرینڈ شامل تھی۔اعلا سرکاری عہدیداران،دیان کے آفیسرز اور ماتحت،کولیگز اور قریبی دوست۔۔ان میں ایک وہ بھی شامل تھی۔۔ کشمیرا لودھی۔بہت شاندار، خوبصورت اور بااعتماد۔۔دیان نے اسکا تعارف بس اتنا ہی کرایا۔

"شی از مائی کولیگ۔"فنکشن کے اختتام پہ جب دیان اپنے مہمانوں کو سی آف کررہا تھا تب افراح بھابھی کو کشمیرا کا اس سے تعارف کروانا یاد آیا تھا۔

"یہ کشمیرا ہے۔ہمارے فیملی فرینڈز کی بیٹی۔۔دیان کی کلاس فیلو اور کولیگ بھی ہے۔"اس دوران کشمیرا بے نیازی سے مسکراتی رہی تھی۔پھر اس کے قریب دیوان پہ بیٹھ گئی۔بعد ازاں وہ اس سے ایسے گفتگو کررہی تھی جیسے برسوں سے واقف کار ہو۔دوست ہو اور صدیوں سے اسے جانتی ہو۔وہ اپنے ظاہری حلیے کے برعکس اتنی تیکھی نہیں تھی۔وہ لونگ سی تھی۔ہنس مکھ اور بااعتماد۔۔ظاہر ہے اتنی بڑی پوسٹ پہ تھی۔۔۔اتنی قابل اور تعلیم یافتہ تھی۔۔اعتماد تو اس میں ہونا ہی تھا۔کشمیرا نے اس سے بہت سوال کیے۔ذاتی زندگی کے بارے میں،اس کی تعلیم مصروفیت،مشاغل۔۔۔ اور جب چاشین نے ایک لائن میں اسکے ہر سوال کا جواب دیا تو وہ حیران رہ گئی تھی۔دیان نے اس لڑکی سے شادی کی تھی؟جو کسی بھی لحاظ سے دیان کے ہم پلہ نہیں تھی۔

"میں نے دسویں کے فائنل پرچے نہیں دیئے۔۔بیچ میں ہی شادی ہوگئی۔میری مصروفیت کچھ بھی نہیں۔۔شادی سے پہلے گھر تھا اور کتابیں۔۔"اس نے سر جھکا کر بتایا تھا یوں جیسے اعترافِ جرم کیا ہو۔

"تم کیسے بہت پڑھی لکھی ہوسکتی ہو۔۔اس ایج میں تمہیں دسویں کلاس میں ہی ہونا چاہیے۔۔ماسٹرز لیول پہ تو نہیں۔۔آئی ایم شاکڈ۔۔دیان نے تم سے شادی کی۔۔بلکہ تم نے دیان سے شادی کی۔۔۔دیان تو۔۔اینی وے تم سے مل کر اچھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لگا۔۔گلیڈ ٹو سی یو ڈیئر۔۔ہم آئندہ بھی ملیں گے۔"کشمیرا نے نزاکت سے اسکے گال سے اپنا گال ہلکا سا مس کیا اور اٹھ کر اسٹیج سے اتر گئی۔

تب چاشین بھی اپنی باجیوں اور کزنز کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔وہ لوگ واپس جانے کے لیے تیار تھے۔باجیاں اسکی گلیمر لائف پہ رشک کرکے چلی گئیں۔پھر رات گئے وہ لوگ دیان ہاؤس لوٹ آئے۔آج بھی دیان ہاؤس میں خاموشی تھی۔نوکروں کی چہل پہل بھی نہ ہونے کے برابر تھی۔باہر کی اکا دکا لائٹس آن تھیں۔افراح بھابھی کے ساتھ وہ اپنے روم میں تھی۔معاً دروازہ کھلا اور بال تولیے سے رگڑتا دیان باہر آیا۔اس نے جسم پہ محض بنیان پہن رکھی تھی۔ کمرے میں کچھ اور نفوس دیکھ کر اس نے صوفے پہ رکھی شرٹ پہن لی پھر ماں کو دیکھ کر ان کے قریب آگیا۔وہ دونوں ہیٹر کے پاس بیٹھی تھیں۔وہ ذرا فاصلے پہ کھڑا ہوا۔

"کبھی اپنی چیزیں بھی سمیٹ لیا کرو۔"ان کا انداز جتلانے والا تھا۔وہ بالوں میں انگلیاں پھیرتا بیٹھ گیا۔

"اس کو آپ کس لیے لائی ہیں؟"اس نے آنکھ کے اشارے سے پوچھا۔بڑا تیکھا سا انداز تھا۔

"آرگنائزیشن کے لیے نہیں۔"وہ بات بدل کر بولی تھیں۔

"تو کس کے لیے؟؟"وہ بات کو چھوڑتا نہیں تھا۔

"ویری سمپل۔۔تمہارے لیے۔۔"انہوں نے چڑ کر جواب دیا تھا۔

"تو یہ سارے کام میرے ہیں نا۔اسکو سمجھا دیں۔۔۔مجھے بھی بے ترتیبی پسند نہیں۔"بڑے شاہانہ انداز میں بتایا گیا تھا۔چاشین گہرا سانس بھر کر رہ گئی تھی۔

"آف کورس۔۔یہ تو اسے کرنا ہی ہے۔اینی وے میں گرم دودھ بھیجتی ہوں۔ تم اب آرام کرو۔۔اسے بھی دودھ پلا دینا۔صبح ناشتے کی ٹیبل پہ ملاقات ہوگی۔ گڈ نائٹ۔"افراح نے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔

وہ سنگھار میز کی طرف بڑھا جس کے سامنے کھڑے ہوکر اس نے بڑا دل لگا کر بال سنوارے تھے۔جما جما کر برش کیا تھا۔۔پھر باڈی اسپرے سے خود کو مہکایا۔پھر وہ چپکے سے اسکے قریب کھڑا ہوگیا۔وہ اپنا جھکا سر اٹھا ہی نہ سکی۔ اسکی نگاہیں دیان کے پیروں پہ جمی رہیں۔گورے،بے داغ سفید اور مضبوط پاؤں۔اسکا دل پہلو میں زور زور سے دھڑکنے لگا۔رات کا فسوں سر چڑھ کر بولنے لگا۔

"یہاں آؤ۔"نیم خاموشی میں دیان کی آواز ابھری تھی۔وہی تحکم بھرا لہجہ تھا۔ لگ ہی نہیں رہا تھا ابھی کچھ دیر پہلے وہ اپنی ماں سے اتنے ہلکے پھلکے لہجے میں مخاطب تھا اور اب سنجیدہ سا۔۔لیا دیا انداز تھا دیان کا۔جو چاشین کے لیے

مخصوص۔۔اس حکم نامے پہ چاشنین کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑا تھا۔اور اسکا ایک ہاتھ چاشنین کی طرف بڑھا ہوا تھا۔اسکے دیکھنے پہ نگاہیں ملیں تو چاشنین کا جی دھڑک اٹھا۔

"میں مزاجاً مختلف ہوں۔۔۔انفرادیت کو پسند کرتا ہوں۔۔لیکن اپنی ذات کی حد تک۔۔تم یہاں میری وجہ سے ہو اور مجھ تک محدود رہوگی۔تمہاری پچھلی زندگی کیا تھی؟کس طرح سے تھی؟اسے بھول جاؤ۔۔اس نئے سیٹ اپ میں خود کو ایڈجسٹ کرو۔تم میری ذات کے دائرے میں مقید ہو۔۔سوچوگی تو صرف مجھے دیکھوگی تو صرف مجھے۔۔چاہوگی تو صرف مجھے۔۔تمہارا خیال،تمہاری سوچ،تمہارا شعور آج کے بعد میرے پاس گروی ہے۔تمہارے احساسات،جذبات،خواب اور امنگیں میرے حصار میں ہیں۔۔تم دھڑکوگی تو میرے اندر اور سانس بھی لوگی تو مجھ سے پوچھ کر۔۔۔یہ گھر تمہاری آخری شبستان ہے۔۔آخری جائے پناہ۔۔ اور اس گھر میں میرے دو مضبوط حوالے ہیں۔۔ماں جی اور ڈیڈ۔۔۔تمہاری پہلی اور آخری رسپانسیبلٹی ان دونوں کو تم سے شکایت نہیں ہونی چاہیے۔اور شکایت کا مطلب یہ ہوگا تمہارا اس طلسماتی بنگلے سے ہمیشہ کے لیے کوچ۔۔میری زندگی میں رہنا چاہتی ہو تو میری تابع رہوگی۔میری مرضی پہ چلوگی۔۔۔اور میرے اصولوں سے انحراف نہ کروگی۔اگر نہیں تو تم پہ کوئی پابندی نہیں۔۔کوئی زبردستی نہیں۔۔میں تمہیں اس قید سے آزاد کرسکتا ہوں۔"وہ اس کے کان پہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جھکا دھیمی بوجھل آواز میں اپنی سونا پگھلاتی آنکھوں کا سم انڈیل رہا تھا۔۔۔اور وہ گم صم ہوتی ساعتوں سے ساکت کھڑی تھی۔ایسے مجسمے کی طرح جو چاندی میں ڈھلتا تھا۔لیکن بے سانس کھڑا تھا۔۔دیان کے الفاظ میں ایسا کرنٹ تھا جس نے چاشین کو پوری جان سے جھنجوڑ ڈالا تھا۔وہ پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔پھر اس کے سرخ چمکیلے ہونٹوں پہ تڑپ سی ابھری۔

"نن۔۔نہیں صاحب۔۔مجھے آزادی نہیں چاہیے۔"اسکی آنکھوں میں خوف اتر آیا تھا۔سہم اتر آیا تھا۔ڈر اتر آیا تھا۔وہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔اسے یہی زندگی قبول تھی۔دیان کی قید منظور تھی۔وہ تو کشتیاں جلا کر آئی تھی۔ہر لڑکی میکے کی دہلیز پار کرکے کشتیاں جلا ڈالتی ہے۔پھر لوٹنے یا پلٹنے کیا کیا گمان؟وہ جانتی تھی ادھر سے دھتکاری جاتی تو اسے جانِ عزیز چچا بھی قبول نہ کرتے۔وہ اسکا فرض ادا کرچکے تھے۔مطمئن ہوچکے تھے۔۔۔اور چاشین کسی نادانی میں آکر اپنی زندگی وبال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ان کے خاندان میں ایسا کبھی نہیں ہوتا تھا۔ لڑکی شادی کے بعد میکا چھوڑتی اور سسرال سے مر کے ہی نکلتی۔تو پھر ایسی بات تو اسکے گمان میں ہی نہیں تھی۔اسکی تڑپ میں کچھ تو ایسا تھا جس نے دیان کو چونکا دیا تھا۔اس نے تیتی نگاہ سے اسکا گھبرایا گھبرایا خوفزدہ چہرا دیکھا اور مسکرا دیا۔وہی مسکراہٹ تھی۔۔کسی فاتح جرنیل سی۔۔جو علاقوں پہ علاقے فتح کررہا تھا۔

"ہوں۔۔۔تو چاشین۔۔ تمہیں میری قید قبول ہے۔"دیان نے اسکو اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔یہ پرجوش سا اظہار تھا۔شاید چاشین کی فرمانبرداری کے عوض۔ وہ ایسی نوازشات لٹانے کا عادی تو نہیں تھا پھر بھی۔۔۔اپنی سطح سے کچھ نیچے آکر،مقام،سوچ اور غرور سے کچھ نیچے آکر اسے اپنی زندگی میں جگہ دینے پر تیار ہوچکا تھا۔۔وہ ٹھیک تھی،بے ضرر،خاموش،تابع،مرعوب اور فرمانبردار۔۔اسکی پسند تو نہیں تھی مگر پسندیدہ سانچے میں ڈھل سکتی تھی۔۔وہ بحیثیت بیوی اسے قبول کرچکا تھا۔اپنی زندگی میں جگہ دے چکا تھا۔

روٹین لائف کا اس گھر میں صرف ایک ہی مفہوم تھا۔ڈسپلن۔۔۔۔یعنی نظم و ضبط۔۔۔گھڑی کی سوئیوں پر بھاگنا۔۔۔ٹوٹ جانا۔۔بکھر جانا۔۔۔اور آخر پہ رو پڑنا۔۔رونا بھی اس گھر میں آسان نہیں تھا۔اس کے لیے تنہائی چاہیے تھی جو اسے کم ہی نصیب ہوتی تھی۔اسے سمجھ نہیں آتی تھی اتنے کم نفوس تھے پھر بھی کام ختم کیوں نہیں ہوتا تھا؟اردب بھائی جان اور افراح بھابھی پنڈی چلے گئے تھے۔امن اور امان کانونٹ میں پڑھتی تھیں۔بورڈنگ میں رہتیں۔۔اور دیان صاحب بھی اسلام آباد۔۔۔اپنے دفتر کی مصروفیات میں بڑی رات کو پنڈی والے گھر میں اس کا قیام ہوتا تھا۔یہاں پر ویک اینڈ پہ آتا اور اب تو شاید روٹین بدل لی تھی۔ویک اینڈ پہ آنا بھول گیا تھا۔گھر میں مام جی

تھیں۔۔۔ڈیڈ تھے۔۔۔اور نوکر۔۔جن میں دو مالی،ایک چوکیدار اور اس کی بیوی شامل تھی۔جو گھر کی صفائی کرتی تھی۔باقی سارے کام چاشین کے ذمے تھے۔ اسے اندازہ نہیں تھا۔۔ایک فوجی ریٹائرڈ آفیسر اس کی ماڈ،اسکاڈ نخریلی بیوی کے ساتھ وقت گزارنا کتنا مشکل تھا۔کتنا تکلیف دہ تھا۔اگر دیان نے زندگی ان دو لوگوں کے ساتھ گزاری تھی تو پھر وہ کیسے ان لوگوں سے مختلف ہوسکتا تھا؟ اسے جلد ہی پتہ چل گیا تھا۔افراح بھابھی نے دیان کو پیدا کرنے کا تکلف تو کرلیا تھا لیکن اپنی تعلیم،اسکالرشپ کے خاطر دیان کو اپنے والدین کے پاس چھوڑ کر باہر چلی گئی تھیں۔دیان ایک لمبا عرصہ اپنے ماں باپ سے دور اپنے نانا نانی کے پاس رہا۔یوں اس کی زندگی ان دونوں کا گہرا اثر تھا۔وہ ان سے شدید محبت کرتا تھا۔اور ان دونوں کی بھی دیان میں جان بند تھی۔مام جی اپنی بیٹی سے زیادہ ماڈرن تھیں۔۔نفیس لباس پہنتیں۔اعلی سے اعلی ساڑھی زیب تن کرتیں۔صبح صبح ایسے بن ٹھن کے ٹیبل پر آتی تھیں جیسے ابھی کسی بزنس میٹنگ میں شرکت کرنا ہوتی تھی۔حالانکہ چاشین نے کبھی انہیں گھر سے باہر نکلتے نہیں دیکھا تھا۔

افراح بھابھی جب پہلی مرتبہ اس سے مام جی کے سامنے لائیں تو انہیں چاشین خاص پسند نہیں آئی تھی۔

"دیان کی عقل خراب ہے۔" یہ اسے دیکھنے کے بعد ان کا پہلا تبصرہ تھا۔انہوں نے منہ بنا کر سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔

"آپ اسی کو ڈیزرو کرتی ہیں مام جی! کوئی اور آپ کی ناک تلے بھی نا آتی۔"

افراح بھابھی نے بگڑ کر جواب دیا تھا۔پھر اسے لے کر باہر نکل گئیں۔یوں مام جی س اس کا پہلا تعارف ہوا تھا۔ڈیڈ ان سے تھوڑے مختلف تھے۔ان کی اپنی بے شمار مصروفیات تھیں۔باغبانی،کتابیں لکھنا،آرٹیکل پڑھنا۔دوستوں سے ملنا ملانا۔ لیکن ڈسپلن پھر ان کا بھی کوئی کمپروماِئز نہیں تھا۔وہ گھر میں بھی فوجی بنے رہتے۔۔ڈسپلن،مینرز اور ایٹی کیٹس ان کی روحوں میں رچے ہوئے تھے۔

مام جی کے بارے میں صاحب کا حکم تھا۔

"چاشین!تمہیں مام جی کا سایہ بنے رہنا ہے۔انہیں دن کے کسی بھی وقت اکیلا نہیں چھوڑنا۔نسیم کے اور بھی بہت سے کام ہیں۔تمہیں مام جی پہ نظر رکھنا ہوگی۔"اس تحکم میں ایک تنبیہ تھی۔ایک احتیاط بتائی گئی تھی۔مام جی کا خیال رکھنا ایک الگ بات تھی۔ان کا سایہ بنے رہنا ایک الگ بات تھی۔اور ان پہ نظر رکھنا ایک الگ بات۔

اس اس دن سے چاشین مام جی کا سایہ بن گئی۔۔۔وہ جہاں جاتی تھیں،چاشین ان کے پیچھے پیچھے رہتی تھی۔وہ پورا دن اوپر نیچے چکراتی رہتیں۔تھکتی بھی نہیں تھیں۔کبھی اوپر،کبھی نیچے۔کبھی اس روم میں،کبھی اس روم میں۔کبھی فل میک

اپ کرکے تیار سی باہر آتیں۔اور اسی وقت موڈ بدل جاتا تو جاکے چہرہ دھو لیتیں۔کپڑے تبدیل کرلیتیں۔۔۔اور اصل امتحان تو وہ تب لیتیں جب اتنی شدید ٹھنڈ میں کوٹ،مفلر،پمپی پہنے پورے باغیچے میں مارچ پاسٹ کرتیں۔ پانچ کینال پر مشتمل یہ باغیچہ اتنا وسیع تھا کہ چل چل کر چاشین کے پاؤں شل ہوجاتے تھے۔ٹھنڈ سے وہ برف ہو جاتی۔جبکہ مام جی پہ شدید ٹھنڈ اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ایک تو انکی خوراک طاقتور تھی۔گرم اور صحت بخش۔ یخنیاں،سوپ،میوہ جات،دیسی چکن،فروٹ اور دوسرے وہ گرم دوائی کھاتی تھیں۔ٹھنڈ ان پر اثر انداز نہیں ہوتی تھی جبکہ کمزور جان چاشین کا بڑا ہی برا حال تھا۔

پھر وہ اپنا پیچھا کرنے پر ناراض بھی ہوتی تھیں۔باتیں بھی سناتی تھیں۔لیکن چاشین کیا کرتی؟سب کچھ سنتی تھی،سہتی تھی،اندر ہی اندر آنسو پیتی تھی۔کیونکہ وہ صاحب کے حکم کی پابند تھی۔

انہیں چاشین ناپسند تھی۔۔۔اور اسے اندازہ نہیں تھا ڈیڈ کے سامنے وہ اس کی شکایت کرنا شروع ہوجائیں گی۔وہ تو ایک دم بوکھلا کر گڑبڑا گئی تھی۔ڈائننگ ہال میں اسے دیکھتے کے ساتھ ان کی پیشانی سلوٹوں سے بھر گئی۔

"اس اسٹوپیڈ لڑکی کو کیوں بلایا ہے؟"انھوں نے تیے یگ انداز میں شوہر کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔وہ تھوڑے سے خفیف ہوگئے تھے۔

"ہماری بہو ہے اس لیے۔۔"انہوں نے نرمی سے بیگم کو بتایا۔

"اوں۔۔۔ہوں۔"وہ نخوت سے گویا ہوئیں۔۔"یہ ہماری بہو نہیں ہوسکتی۔ایڈیٹ ہے،اسٹوپڈ گرل،ود آؤٹ ابلٹیز۔۔۔۔فولش گرل۔۔یہ ڈل ہے،سلو،بلاک ہیڈڈ (کن ذہن)۔۔۔اور۔۔۔۔اور مجھے تنگ کرتی ہے۔۔۔۔میرا پیچھا کرتی ہے۔۔ہر وقت میرے سر پر سوار رہتی ہے۔۔۔مجھے بالکل بھی نہیں پسند۔دیان سے کہیں اسے یہاں سے بھیجے۔۔۔۔"انہوں نے بچوں کی طرح ٹھنک کر کہا تھا۔

"اوکے اوکے۔۔۔ایسا ہی ہوگا۔۔یہ خود سے نہیں کرتی۔۔۔دیان اس کو کہتا ہے آپ کا خیال رکھے۔"انہوں نے مام جی کے بگڑے موڈ کو بحال کیا تو وہ سوچ میں پڑ گئی تھیں۔

"دیان کہتا ہے اسے؟ہوں۔۔۔اچھا،دیان کہتا ہے تو ٹھیک ہی کہتا ہے۔"انہوں نے چپ چاپ تسلیم کرلیا تھا اور چاشین اس دوسرے معمے میں بالکل الجھ کر رہ گئی تھی۔ابھی تو معمہ حل نہیں ہوا تھا۔اور اس سے تو شاید کوئی بھی معمہ حل نہ ہوپاتا؟وہ ایک ایسے ہی گورکھ دھندے میں الجھ گئی تھی۔

سردیوں کے دن ایسے ہی سرد خشک اور بے جان تھے۔اوپر تلے سکون کی مانند گرتے جارہے تھے۔دن چڑھتے اور ڈھلتے۔کبھی دھوپ آتی تھی،کبھی نہیں آتی تھی۔اور یہ تاحد نگاہ پھیلا ہوا باغیچہ۔۔۔۔دور دور تک دھند کی تہوں میں لپٹا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نظر آتا تھا۔مالی تندہی سے اپنا کام کیے جاتے۔نسیم صفائی ستھرائی میں لگی رہتی اور جاشین گھر کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ ملازمین پر نگاہ رکھتی۔زیادہ ڈیوٹی مام جی کی دینا ہوتی تھی۔اس وقت زیادہ پریشانی ہوتی،جب مام جی بغیر بتائے غائب ہوجاتیں۔تب پورا دیان ہاؤس زلزلے کی زد میں آجاتا۔یوں مام جی کبھی باغیچے سے برآمد ہوتیں۔کبھی گھر کے اندرونی حصے میں روپوش ہوجاتی تھیں۔یہ صورت حال بڑی پریشان کن ہوتی تھی۔ڈیڈ بھی دیان کی طرح ایک ہی بات کہتے تھے۔

"مام کا خیال رکھا کرو بیٹا!انہیں ہماری ضرورت ہے۔سم ٹائم انہیں پتہ نہیں چلتا وہ کہاں جانا چاہتی ہیں اور کیا کرنا چاہتی ہیں۔"یوں وہ پہلے سے بھی بڑھ کے مام جی کی ڈیوٹی دیا کرتی تھی۔۔۔اس دن بھی جاشین نے مام جی کی تیاری میں مدد کروائی تھی۔تب اچانک مام جی کی نگاہ اسکے ہاتھوں اور لباس پر پڑی تھی۔پھر انہوں نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا تھا۔دھلا دھلایا سادہ سا چہرہ۔پیشانی تک دوپٹا،بغیر کسی ارائش و زیبائش کے۔سادہ سے کپڑے تھے۔جو دھل دھل کر اپنی رنگت کھو چکے تھے۔اس کے پاس جہیز اور بری میں یہی چند گرم سوٹ تھے۔۔بعد میں کسی کو خیال نہیں آیا تھا۔انہوں نے فوراً اپنے پاؤں پیچھے کیے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم نہاتی نہیں ہو؟"عجیب سی مام جی نے عجیب لہجے میں پوچھا تھا۔چاشین گھبرا گئی۔اس نے فوراً سر ہلایا۔

"دو وقت نہاتی ہوں مام جی!صبح و شام۔۔۔"چاشین نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"گڈ گرل۔۔۔"وہ کچھ خوش ہوئیں۔"لیکن تمہارے یہ کپڑے؟"مام جی کی خوشی پھر سے کہیں اٹک گئی تھی۔چاشین ان کا چہرہ دیکھنے لگی تھی۔وہاں پہ کچھ کچھ ناراضی تھی۔

"کپڑے اور نہیں ہیں۔موسم زیادہ ٹھنڈا ہوگیا ہے۔بس یہی پہنتی ہوں۔"اسے بتانا ہی پڑا۔

"وہ آتا ہے ظلِ پناہ!تو اس سے کہو۔تمہیں اچھے کپڑے خرید کردے۔یہ ماسیوں والا حلیہ نہ بنایا کرو۔برا امیج پڑتا ہے۔۔تمہیں نہیں پتا۔تم کتنے بڑے آفیسر کی بیوی ہو۔"مام جی نے اسے جی بھر کے سنائی تھیں اور وہ چپ چاپ سنتی رہی تھی۔اس نے ایسے ہی سر ہلادیا تھا۔صاحب کے سامنے بولنے کی یا کوئی فرمائش کرنے کی جرات تھی بھلا۔ویسے بھی مام جی کا کوئی پتا نہیں ہوتا تھا۔ابھی کے ابھی مہربان ہوتیں اور دوسرے ہی لمحے بگڑ جاتیں۔جیسا کہ ابھی ابھی ان کا موڈ پھر سے آف ہوگیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ تم نے کونسا ویجز نکال لیے۔ذرا بھی کمفرٹیبل نہیں۔تم نے سوچا ہوگا۔۔ بڑھی پھسلے،گرے مرے اور تمہاری جان چھوٹ جائے۔"اب وہ ماتھے پر بل ڈال کر کہہ رہی تھیں۔ان کا مزاج اپنے نواسے سے قطعاً مختلف نہیں تھا۔پل میں تولہ ہوجاتا پل میں ماشہ ہوجاتا۔پل میں دھوپ پل چھاؤں۔

"آپ نے یہی کہا تھا مام جی۔۔۔"وہ منمنائی تھی۔

"جھوٹ مت بولو۔میں نے کینوس شوز کہے تھے۔"مام جی صاف مکر گئیں۔جاشین چپ کر گئی۔وضاحت دینا بے کار تھا۔کیونکہ انہوں نے ماننا ہی نہیں تھا۔

"میں کوئی اور نکال لاتی ہوں۔"وہ اٹھنے لگی تو انہوں نے روکا۔

"اب یہی ٹھیک ہیں۔"مام جی اٹھ کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوگئی تھیں۔خود کا بھرپور جائزہ لیا تھا۔پھر اس سے مخاطب ہوئیں۔

"ذرا افراح کو کال ملا کر دو۔بڑی خود غرض ہے میری بیٹی۔ایک کال تک کبھی نہیں کی۔نہ ماں کا حال پوچھنا یاد آتا ہے۔۔۔بلکہ تم میرا پیغام اسے پہنچا دو۔"

انہوں نے اسکے سر پہ کھڑے ہوکر نمبر ڈال کروایا تھا۔پھر اپنی مرضی کے الفاظ اسکے منہ سے کہلوائے تھے۔

جن کا جواب افراح بھابی نے کچھ اس طرح سے دیا تھا۔

"روزانہ ان سے بات کر کے سوتی ہوں۔۔۔کچھ مصروفیت تھی سو چکر نہیں لگ سکا۔تم انہیں بتاؤ۔ہمیں انکا بڑا خیال رہتا ہے۔اسی لئے تو تمہیں انکے پاس چھوڑ رکھا ہے۔" افراح روانی سے بولتی چلی گئی تھیں اور چاشین کو بڑے زور کا دھکا لگا تھا۔تو کیا افراح بھابھی نے اسے اپنی ماں اور باپ کی خدمت کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔وہ انکا خیال رکھے، انکی تنہائی بٹائے۔کیا وہ محض ایک کیئر ٹیکر تھی؟اسکا کام صرف انکی خدمت گزاری تھی؟اور اس میں کوئی شک بھی نہیں تھا۔۔۔۔ہوتی کوئی صاحب کی شہری الٹرا ماڈرن تیز ترار بیوی تو ایک لمحے بھی اس خطی بڑھیا کے پاس نہ ٹکتی۔۔۔تو بڑا اچھا سودا کیا گیا تھا۔افراح باجی تب ہی اسے اپنے بیٹے کے لئے بردستی بیاہ لائی تھیں تاکہ اپنے والدین کا بڑھاپے سنوار سکیں۔کیونکہ کوئی ماڈ اسکاڈ لڑکی یہاں ایک دن نہ گزارتی۔انہوں نے اپنے بیٹے پر زبردست چاشین کو اس لیے مسلط کیا تھا تاکہ انہیں اپنے والدین کا احساس تھا۔چاشین کے جذبات جائیں بھاڑ میں؟اس حقیقت کا ادراک ہوتے ہی چاشین کے اندر سے رہی سہی خود اعتمادی بھی اکھڑ گئی تھی اور وہ احساس کمتری کی دبیز تہوں تلے دب کر رہ گئی۔لیکن ایک احساس اس کے اندر عمر بھر کے لئے پیوست ہوگیا تھا۔وہ صاحب پر زبردستی مسلط کی گئی تھی اور وہ صاحب کی ان چاہی شریک حیات تھی۔

آنے والا ہفتہ بڑا ہی مصروف گزرا تھا۔کانونٹ سے امن اور امان بھی آئی ہوئی تھیں اور اردب بھائی،افراح بھابی کا بھی بڑے دنوں بعد چکر لگا تھا۔مام جی اور ڈیڈ بہت خوش تھے اور اسکی خوشی تو ویسے بھی کسی کھاتے میں نہیں آتی تھی نہ اس سے خوش ہونے کا کوئی مقصد یاد آنا تھا۔بس یہ ہوا کہ امن اور امان کے آنے سے گھر کی خاموشی ٹوٹ گئی تھی۔اور ایک دم ہلچل اور رونق ہوگئی۔ وہ دونوں چاشین سے گھل مل گئی ابھی اور چاشین کو بھی چپ رہ رہ کر اپنی زبان کے گونگے ہونے کا گمان ہونے لگا تھا۔یہ گمان تب ہی انکے آنے سے ٹوٹ گیا تھا۔

پھر رات کو بغیر اطلاع دیئے صاحب نے بھی چھاپہ مار دیا تو رونق دوبالا ہوگئی تھی۔اور چاشین کی تھکی تھکی نگاہوں کو بھی قرار آگیا تھا۔بالآخر شادی کے دو ماہ بعد اسے گھر کی یاد آہی گئی تھی۔اسکا یہ دن کچن کی نذر ہوگیا۔نوشین کے ساتھ ملکر مینیو کے حساب سے دعوت تیار کرنے میں وہ خاصی تھک گئی تھی۔ امن،امان کی پسند کا بھی خیال رکھا تھا اور صاحب کی پسند کو بھی خاص اہمیت دی گئی تھی۔جب وہ سویٹ ڈش کی تیاری کے آخری مراحل میں تھی تب امن اور امان کچن ٹیبل پر بیٹھی اپنے اسکول کے قصے سنا سنا کر اسے ہنسانے پر مجبور کررہی تھیں۔پھر باتوں ہی باتوں میں اچانک امن نے کشمیرا کا ذکر چھیڑا دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا۔۔۔۔تو میٹھی!کیا کشمیرا نہیں آئی؟"اسے باتوں کے دوران ایسے ہی کشمیرا یاد آ گئی تھی۔اسکا نام سن کر چاشین کو بھی اپنے ولیمہ والے دن ملنے والی خوبصورت لڑکی یاد آئی۔پھر اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہل گیا تھا۔

"پہلے تو بہت آتی تھی۔"امان نے منہ بنا کر بتایا تھا۔"لیکن اسکی اب بھیا سے لڑائی ہوگئی ہے۔"وہ خشک خوبانیاں کھاتے مزے سے بولیں۔یہ خوبانیاں امن آباد سے آئی تھیں۔پچھلے ہفتے سب لوگ آئے تھے چاشین سے ملنے تو چچیوں نے ڈھیر ساری سوغاتیں بھیجی تھیں۔

"مگر کیوں؟"بغیر تجسس کے سادہ سے لہجے میں چاشین نے سوال کیا۔امن نے قل قل ہنستے ہوئے بتایا۔

"میٹھی۔۔تمہیں تو کچھ پتا ہی نہیں۔بھیا نے کشمیرا سے شادی جو نہیں کی۔دونوں بیسٹ فرینڈ تھے۔پھر بھی بھیا نے کہا وہ کشمیرا سے شادی نہیں کریں گے۔"

امان نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"اچھا۔۔۔مگر کیوں؟"چاشین نے حیرت سے کہا۔۔"وہ تو بہت اچھی ہیں۔۔

اچھی تو ہے پر بھیا کو پسند نہیں۔۔۔ان کی جو بات نہ مانے۔۔اسے اپنی لائف سے کک آوٹ کردیتے ہیں۔"امن نے اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاشین جیسے گھبرا سی گئی۔

"کیا واقعی؟"اس نے فق چہرے کے ساتھ سوال کیا تھا۔

"یس۔۔کشمیرا کی اسی وجہ سے بھیا کے ساتھ شادی نہیں ہوئی۔۔۔وہ ان کی لائف میں انٹرفیئر کرتی تھی۔۔اپنی مرضی چلانا چاہتی تھی۔"امن نے اس تک وہی باتیں پہنچائی تھیں۔۔جن کا اسے علم تھا۔اسکے ہاتھوں میں کپکپاہٹ اتر آئی۔اسے صاحب کا تحکمانہ انداز یاد آیا۔بھلا یہ شخص اپنی زندگی میں کسی کو گھسنے دے سکتا تھا؟

"ممی کو کشمیرا پسند تھی بٹ بھیا نے انکار کردیا۔"امان اسے ساری تفصیلات مہیا کردینا چاہتی تھی۔معاً کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی تھی۔جس نے ان تینوں کو بیک وقت چوکنا کردیا تھا۔جہاں چاشین ٹھٹک گئی تھی وہیں امن اور امان کے ہاتھ سے خشک خوبانیوں کی باسکٹ نیچے گر پڑی۔معاً ایک سنجیدہ بھاری اور تحکم بھری آواز سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"امن وامان اپنے نام کی عزت کا کچھ خیال رکھ لیا کرو۔جہاں بیٹھتی ہو شر انگیز گفتگو سے شر پھیلانے کی کوشش کرتی ہو۔اسٹوپڈ گرلز۔۔۔تم امن و امان نہیں فساد کی جڑ ہو۔"وہ دونوں گڑبڑا کر کچن ٹیبل سے اچھل کر نیچے اتریں۔

"بھیا ہم تو میٹھی سے پوچھ رہے تھے۔۔اسکے بال اتنے لمبے کیسے ہوئے؟ہمیں بھی ایسے لمبے بال کرنے کا ٹپ بتادے۔"امن نے آنکھیں پٹپٹا کے بات بنانے کی کوشش کی تھی۔تب تک صاحب ڈور فریم میں پورے قد سے کھڑے ہوئے۔۔یوں کہ دونوں بچیوں کی روحیں فنا ہوگئی تھیں۔

"میٹھی۔۔۔"اس نے حیرت و تعجب سے زیرِ لب کہا۔۔"یہ کون خاتون ہیں؟اور ان کا اسم شریف ایسا عجیب کیوں؟؟"اسکے سوال پہ دونوں بچیوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کے ہنسی روکنے کی کوشش کی تھی۔پھر زیرِ لب کہا۔

"بھیا یہ اپکے سامنے۔۔۔"انہوں نے گم صم کھڑی چاشین کی طرف اشارہ کردیا تھا۔وہ ایک دم گھبرا گئی تھی۔

"یہ مٹھاس،چاشنی اور شیریں بھی ہے۔"

"اچھا۔۔مجھے نہیں پتا تھا۔"اس نے مصنوعی تعجب سے کہا تھا اورآنکھوں میں نرم سا تاثر تھا۔۔۔اور یہ نرمی پہلی مرتبہ اسکی انکھوں میں دکھائی دی تھی۔ورنہ اس آنکھوں میں طنز ہوتا تھا،غصہ ہوتا تھا۔سختی ہوتی تھی۔۔سب کچھ ہوتا تھا بس نرمی نہیں ہوتی تھی۔

"مٹھاس،چاشنی اور شیریں۔۔۔مائنڈ آوٹ،کہیں شوگر نہ ہوجائے۔"اسکے انداز

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں تنبیہ تھی۔وہ اسکی بت میں چھپی شرارت سمجھ کر ہنس پڑی تھیں۔

"اس بات کا خیال تو آپ رکھیں بھیا۔"

"میرے سامنے تو کبھی مٹھاس کا مظاہرہ نہیں کیا۔"اسکے انداز میں تاسف تھا۔

اس پہ ایک سرسری سی نگاہ ڈالے بغیر پلٹ گیا تھا جبکہ اسکے نظرانداز کرنے پر چاشین کا پہلے سے اداس دل اور بھی اداسیوں کی اتھاہ میں گر گیا تھا۔اسکے نصیب میں صاحب کی ایک نگاہ بھی نہیں تھی؟وہ کس قدر بدنصیب تھی؟ وہ کچن سے سر جھکائے ہی اسکے پیچھے پیچھے چلی آئی تھی۔ویسے ہی فرمانبرداری اور تابعداری کے ساتھ۔۔۔وہ اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا۔چاشین بھی اسکی پیروی کررہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنہری ناب گھما کر دروازہ کھولا گیا تھا۔۔وہ اندر گیا تو چاشین بھی پیچھے ہی آگئ تھی۔۔وہ دو مہینوں کے بعد واپس آیا تھا۔دو مہینوں بعد اس نے اپنے روم میں قدم رکھا تھا۔لیکن اسکا روم ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ایک ایک چیز ترتیب سے رکھی تھی۔فرنیچر بغیر داغ کے صاف ستھرا چمکتا تھا۔اور اسکے سارے ڈریسز استری شدہ ایک ترتیب کے ساتھ الماریوں میں لٹک رہے تھے۔اسکے جوتے بھی پولش تھے۔ریک میں سیدھے پڑے ہوئے تھے۔اس نے ٹائی اور کوٹ اتار کر رکھا جسے چاشین نے فوراً اٹھا لیا تھا۔پھر اسکا شلوار سوٹ نکال کر بیڈ پہ رکھا۔جب تک اس نے جوتے اتارے تھے۔وہ ٹپ میں گرم

پانی نکال آئی تھی۔وہ ایک معمول کی طرح اٹھا اور واشروم کی طرف بڑھ گیا۔
چاشین نے اسکی چیزیں سمیٹ دی تھیں۔پھر صاحب کے آنے تک وہ باہر
انتظار میں کھڑی رہی۔وہ باہر آیا تو نسبتاً پہلے سے بہت فریش تھا۔گیلے بالوں کو
تولیے سے رگڑتا ہوا۔چاشین نے تیزی سے آگے بڑھ کر ہاتھ سے تولیہ پکڑا۔۔
اور اسٹینڈ پہ پھیلا دیا۔وہ سنگھار میز تک گیا تو چاشین نے اسے برش تھمایا۔وہ
جما جما کر بالوں میں برش کررہا تھا۔برش سے فارغ ہوا تو اس نے پرفیوم پکڑا
دیا۔کچھ ہی دیر میں روم معطر خوشبو سے بھر گیا تھا۔اور یوں چاشین کی
ضرورت بھی اس کمرے میں ختم ہوگئی تھی۔

وہ الٹے قدموں واپس لوٹ آئی تھی۔اب وہ بڑے سلیقے سے میز پہ کھانا
لگوارہی تھی۔کچھ ہی دیر میں کھانا لگ گیا تھا۔۔۔اور افراح بھابھی،بھائی،بچیاں،
ڈیڈ،دیان سب آگئے تھے۔۔چاشین مام جی کو خود لے آئی تھی۔اس طرح کھانا
بہت اچھے ماحول میں کھایا گیا۔چاشین تب دھنگ رہ گئی تھی۔۔جب صاحب
اپنے ماں باپ اور بہنوں سے خوش گپیوں میں مصروف رہے۔بس اسکی قسمت
خراب تھی۔جو صاحب کا موڈ خراب ہوجاتا تھا ورنہ اپنی فیملی کے ساتھ تو
صاحب کا رویہ کمال خوشگوار تھا۔اورتمام تر خوش اخلاقی کا انت ہورہا تھا۔
کھانے کی ڈیڈ اور بھائی نے بھی تعریف کی تھی۔امن و امان تو تھیں ہی اسکی
فین۔بھابھی کو بھی کھانا اچھا لگا تھا۔اسکا سیروں کے حساب سے خون بڑھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا تھا جو مام کی اور ان کے نواسے نے اسے کسی قابل نہیں جانا تھا۔انہیں اسکا بنایا ہوا کھانا پسند نہیں آیا تھا۔انہوں نے ہمیشہ کی طرح ناک بھوں چڑھالی تھیں اور وہ سب کے اٹھنے اور چلے جانے کے بعد ڈائننگ ہال سے باہر نکلی تھیں۔جاتے جاتے انہوں نے دیان سے کہا۔

"یہ لڑکی کبھی میری پسند کا کھانا نہیں بناتی۔۔مسالے تیز رکھتی ہے۔میرا کولسٹرول ہائی ہوجاتا ہے۔بی پی شوٹ اور میں مرنے کے قریب پہنچ جاتی ہوں۔یہ لڑکی چاہتی ہے میں مر جاؤں اور اسکی جان یہاں سے چھوٹ جائے۔" آخری لفظ انہوں نے نواسے کے کان میں کہے تھے۔بہت ہی پستہ آواز میں۔سرگوشیانہ انداز میں۔جنہیں اس نے سن لیا تھا۔اور اسکے چہرے پر غصہ رعونت اور ناگواری ایک ساتھ در آئی تھی۔اس نے گردن موڑ کر برتن اٹھاتی چاشین کو ایک ہی سخت نگاہ سے دیکھا۔۔اس کے ہاتھ سے برتن چھوٹتے چھوٹتے ہی بچے تھے۔

"چاشین۔۔۔۔!!"اس آواز میں ایک پھنکار تھی۔ایک غراہٹ تھی۔ایک غیض تھا۔ایک لپک تھی۔چاشین کا دل جیسے ڈوب کر ابھرا تھا۔اس نے خوفزدہ نگاہوں سے صاحب کے خونخوار چہرے کی طرف دیکھا۔وہاں کسی بھی تاثر میں نرمی نہیں تھی۔۔۔"آئندہ مجھے ایسی شکایت ملی تو کھڑے کھڑے شوٹ کردوں گا۔"اس نے پھنکارتے ہوئے کہا تھا اور زہر خند سا آگے بڑھ گیا۔۔جبکہ چاشین

کے جسم میں جان تک باقی نہیں رہی تھی۔اسکا سر جھک گیا۔۔اور آنکھوں میں سونامی پھوٹ پڑا۔وہ بے آواز روتی جارہی تھی۔اور اس ذلت کے احساس سے ٹوٹتی جارہی تھی۔وہ ہر بار اسے اتنا ہی ذلیل کرتا تھا۔کبھی لفظوں سے۔۔۔کبھی جذبوں سے۔۔وہ ہمیشہ اسکے ہاتھوں ذلیل ہوتی آرہی تھی۔اور چاشین کے صاحب کو صرف دل توڑنا ہی آتا تھا۔وہ پلٹی اور منہ پر ہاتھ رکھے کچن کے نل کو کھول کر چہرے پر پانی کے چھپاکے مارنے لگی۔اسکی آنکھوں سے گرم گرم آنسو گر رہے تھے اور وہ اپنی سسکیوں کا گلا گھانٹے ضبط کی انتہاء پر تھی۔پیچھے سے آتی نسیم نے بہت تاسف سے اسے دیکھا تھا پھر برتن سلیب پر رکھ کر اس تک آگئی تھی۔

"بی بی ایسے مت کرو۔۔۔رونا کوئی حل ہے بی بی۔۔"اسکے انداز میں چاشین کے لیے ہمدردی تھی۔"بی بی ذرا ہمت سے کام لو۔صاحب ہمارا تو ایسا ہی ہے۔ بڑی بیگم عادت سے مجبور۔بہت دفعہ وہ دونوں ماں بیٹے کی لڑائی کروا چکی ہیں۔ افراح بھابھی کا کتنی ہی بار صاحب سے جھگڑا ہوا۔بڑی بیگم شکایت کرتی ہیں اور صاحب اپنی ماں پر غصہ۔۔۔بڑی بیگم سے انہیں بہت پیار ہےاور وہ بے چاری بھی کیا کریں۔تھوڑا اوپر سے کھسکی ہوئی ہیں۔"نسیم نے اپنی کنپٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوِئے اسے تسلی دی تھی۔چاشین نے آنسووں کے دوران ہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روتے ہوئے کہا۔

"ماں جی کا اتنا خیال رکھتی ہوں۔۔اتنی خدمت کرتی ہوں۔ہر وقت انکا سایہ بنی رہتی ہوں۔۔پھر بھی وہ مجھ سے خوش نہیں ہیں۔مجھ سے کوئی بھی خوش نہیں ہے۔"وہ سسکاریاں بھرتی رہی تھی۔

"بڑی بیگم تو کسی سے بھی خوش نہیں ہوتیں۔دیکھئے گا کبھی صاحب کی بھی برائی شروع کردیں گی۔"نسیم نے اسے تسلی دی تھی۔انکی عادت،فطرت اور طبیعت ہی ایسی تھی۔یہ کہ اسے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے۔۔تھوڑی دیر بعد وہ سنبھل گئی۔گیلا چہرا بھی صاف کرلیا تھا۔لیکن اس سرخ چہرے ار سوجی آنکھوں کا کیا کرتی؟صاحب کے سامنے یہ تربوز سا چہرا لے کر کیسے جاتی؟؟اگر صاحب نے غصہ کیا تو؟ایک نیا غم جان کو لاحق تھا۔۔ایک نئ فکر دامن گیر تھی۔وہ ہونٹ چباتی ایک اور اذیت کا شکار تھی۔نسیم نے ٹرے میں دودھ کا مگ رکھا اور اسے تھما دیا۔

"صاحب اس وقت انتظار میں ہونگے۔"اس نے چاشین کو وقت گزرنے کا احساس دلایا تھا۔سو وہ بھی چونک کر سنبھل گئی تھی۔پھر مرے مرے قدموں سے کمرے کی طرف آگئی تھی۔اس حال میں کہ اسکا دل بہت سے خدشات

تلے دبا لرز رہا تھا۔

باہر سرد رات پھیلی ہوئی تھی۔دیان ہاؤس دھند کی لپیٹ میں تھا۔دور تک اک دبیز چادر تنی تھی۔ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا اور ٹھنڈ خون تک کو سرد کر دینے والی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی کمرے تک آگئی۔دروازہ کھلا اور بند ہوا۔کمرے میں دودھیا روشنی پھیلی تھی۔اسکی آنکھیں روشنی سے چندھیا گئیں۔ پھر اس نے آنکھوں کو ہتھیلی کی پشت سے مسل کر دیکھا تھا۔اسی پل صاحب نے سر اٹھا کر دیکھا۔بکھری ہوئی فائلوں کو ایک طرف کیا۔وہ تب تک صاحب کے قریب آگئی تھی۔۔پھر اس نے دودھ کا مگ دھیرے سے بڑھایا۔صاحب نے ٹرے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔وہ مڑنے لگی تو صاحب نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روک لیا تھا۔وہ ایک دم گھبرا گئی تھی۔کیا اس نے کچھ غلط کردیا تھا؟ صاحب نے اسکی گھبراہٹ پہ تشویش سے اسکی طرف دیکھا تھا۔آنکھوں سے آنکھیں ملیں اور اس نے جھٹ سے پلکیں جھکا لیں۔

"یہاں بیٹھو۔"اسکی سماعتوں سے آواز ٹکرائی تھی۔اس آواز میں ناگواری یا غصہ نہیں تھا۔البتہ تحکم ضرور تھا۔اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی تھی۔وہ بیٹھ گئی۔۔ اور اس نے اپنے ہاتھ گود میں رکھ لیے تھے۔جو ہلکے ہلکے لرز رہے تھے۔

"تمہیں کچھ چاہیے تھا تو مجھے کہتیں۔۔۔۔"خاموش ماحول میں اسکی سنجیدہ سی آواز ابھری تھی۔چاشین تو حیران بھی نہیں ہو سکی تھی۔اس بات کا بھلا کیا مطلب تھا؟اس نے کب کوئی فرمائش کی تھی؟

"میں کیا پوچھ رہا ہوں؟"اب کے دیان نے سخت لہجے میں اپنا سوال دھرایا تھا۔وہ گھبرا گئی تھی۔پِھر اس کی آنکھوں میں نمی سی بھری تھی۔

"مم۔۔۔مجھے تو کچھ نہیں چاہیے۔"چاشین کی رنگت سفید پر گئی تھی اور خوف سے اسکا وجود کانپنے لگا تھا۔

"پھر امن آباد والوں کو الہام ہوا ہے۔۔۔تم کئی کئی ہفتے ایک سوٹ میں گھومتی ہو؟ابھی تمہاری چچی نے ممی کو کال کر کے کہا۔کیا تم ہماری شکایتیں کرتی ہو؟ کہ ہم نے تمہیں برے حالوں میں رکھا ہوا ہے؟"وہ بلا کی سخت اور سنجیدہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔وہ ہونق سی ہوگئی تھی۔سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بات کرے؟ اس بات کا کیا جواب دے؟چچی نے ایسا کیوں کہا؟اس نے تو چچی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔پھر جانے انہوں نے خود سے ہی؟اسے خیال گزرا۔۔۔کیا پتا باجیوں نے اسکی حالتِ زار کا بتایا ہو۔وہ اسے دیکھ کر گئی تھیں۔کچھ بتانے کی تو ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔اسکا ظاہری حلیہ چیخ چیخ کر سچائی بتاتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا صاحب۔۔۔مجھ سے قسم لے لیں۔"چاشین نے لرزیدہ آواز میں اپنی صفائی پیش کرنی چاہی۔

"تو وہاں فرشتے تمہاری رپورٹ پہنچاتے ہیں؟تمہیں یہاں کھانے کو نہیں ملتا۔ پہننے کو نہیں ملتا۔۔"وہ زہر خند سا بول رہا تھا۔وہ برابر نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

"میرا تو کوئی قصور نہیں۔۔"وہ سر جھکا کر آنسو پینے لگی۔صاحب کا سخت لہجہ اسے ایسے ہی رولانے کا سبب بنتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سارا قصور تو میرا ہے۔۔۔اور واقعی ہی میرا ہے۔۔۔میں نے ہی۔۔۔"دیان کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔خاموش ہوگیا تھا۔اس نے اپنے لب بھینچ لیے تھے۔

"آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔"چاشین نے بھیگی آواز میں سر جھکا کر کہا۔اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گر رہے تھے۔لاکھ ضبط کرنے کے باوجود بھی۔وہ اسکے آنسو گرتے دیکھ کر ایک دم چپ کر گیا تھا۔اس نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔

"اس رونے کا مقصد۔۔۔؟"اب وہ شدید جھلاہٹ کو ضبط کیے پوچھ رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔نہیں روتی صاحب۔۔۔!"وہ گڑبڑا کر اپنے آنسو پوچھنے لگی تھی۔لیکن آنکھوں سے بے قابو ہوتے آنسو رک ہی نہیں رہے تھے۔دیان نے ایک سخت

اور تلخ نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی تھی۔پھر اس نے چاشین کی دونوں آنکھوں پر اپنا ہاتھ سختی سے رکھا۔اسکی پلکیں پپوٹوں سے لگی تو دو آنسو کناروں سے چھلک کر اسکے ہاتھ پہ آ گرے تھے۔دیان نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔۔دو شفاف قطرے اسکے ہاتھ کی پشت پہ ٹھہر گئے تھے۔چاشین نے ایک لمبی سی سسکاری بھری تھی۔دیان نے اسے خود سے قریب کرلیا تھا۔۔پھر اس نے روتی ہوئی چاشین کی کمر سہلاتے ہوئے لاشعوری طور پر اسے چپ کروانے کی کوشش کی تھی اور چاشین اسکے لمس کو پاکر ضبط کرنے کے باوجود بھی بے آواز روتی رہی۔وہ گھٹ گھٹ کر رو رہی تھی اور دیان کی قمیض کئی جگہوں سے بھیگ رہی تھی۔نمی کے احساس نے اسے چونکایا تھا۔پھر اس نے چاشین کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔آنکھوں سے آنکھیں ملیں۔وہ اسکی گلابی گیلی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔

"تم میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو۔"اس نے اپنے ہاتھوں سے اسکے آنسو صاف کیے۔"مجھے دعوا تھا میں کبھی غلط کر ہی نہیں سکتا۔"صاحب کے سنگلاخ بازووں کی گرفت سخت تھی اور چاشین کسی ننھی سی مورتی کی طرح اسکے حصار میں بے بس تھی۔صاحب کا غصہ اب غصہ نہیں تھا۔ناگواری اب ناگواری نہیں تھی۔اسکی آواز بوجھل تھی اور لہجہ گیرب سا۔وہ اسکے فسوں خیز لمس کی شدت کو محسوس کررہا تھا۔چاہے ضرورتاً ہی سہی۔۔وہ اسے اپنی نظرِ کرم سے نواز رہا تھا۔اور وہ عام سی،معمولی سی چاشین اس اتفاق کو ایسی

ضرورت نہیں بلکہ محبت سمجھ رہی تھی۔وہ بڑی نادان تھی۔وہ بڑی قناعت پسند تھی۔صاحب کے لمحاتی پیار اور توجہ کے اثر میں آجاتی تھی۔صاحب کی طلب کو عنایت سمجھ کر خوش ہوجاتی تھی۔

اسے اب تک تسلیم کرلینا چاہیے تھا۔اسکی شادی بہت عجیب لوگوں میں اور بہت عجیب شخص کے ساتھ ہوئی تھی۔ایسا شخص جو اجارہ داری چاہتا تھا۔ حکومت چاہتا تھا۔اپنی مرضی اور تسلط چاہتا تھا۔وہ اپنی"میں"کے حصار میں تھا اور اس حصار سے باہر آنا بھی توہین سمجھتا تھا۔اسکی ہر رات تاریک تھی اور ہر سویر اندھیر تھی۔اگلی صبح بھی معمول کے جیسی تھی۔چاشین کو تو ایسی ہی لگی۔ اس نے نیم گرم پانی سے غسل کیا اور وضو کے بعد نماز فجر ادا کی تھی۔اور کچن میں آگئی۔تھوڑی دیر بعد افراح بھابھی کچن میں داخل ہوئیں۔نماز کے اسٹائل میں ڈوپٹہ لیا ہوا تھا۔وہ حیران ہوئی تھی کہ افراح بھابھی بھی نماز پڑھتی تھیں؟

"جی بھابھی!کوئی کام تھا کیا؟"اس نے حیرت پر قابو پاکر پوچھا تھا۔بھابھی نے تسبیح پر کوئی اسم مکمل کرکے اثبات میں سر ہلایا۔پھر ایک ہلکی سی پھونک چاشین پہ بھی ماری تھی۔وہ تعجب سے بے ہوش ہونے لگی ایسی ماڈرن ساس کا یہ روحانی سا انداز؟

"دیان اٹھ گیا ہے۔اسکی تیاری کروا دو۔وہ ابھی نکلے گا بالکل ارجنٹ۔۔۔ہری اپ۔۔"بھابھی کے بتانے پر وہ بری طرح سے پریشان ہوگئی تھی۔

"اتنی سویرے؟ابھی تو دھند بھی نہیں چھٹی۔سڑکیں بھی دکھائی نہیں دیں گی۔دن چڑھے نکل جاتے۔۔"اسکے منہ سے بے ارادہ ہی نکلا تھا۔وہ اسکے دھند میں منہ اندھیرے جانے سے پریشان ہوگئی تھی۔

"دفتر پہنچنا ہے اور باہر فوگ بہت ہے۔جلدی نکلے گا تب ہی آرام سے ڈرائیو کرتا شہر پہنچے گا۔ویسے بھی کوئی ارجنٹ کال آئی تھی۔"افراح بھابھی نے تفصیل بتائی تو فکرمندی سے کمرے کی طرف آگئی۔وہ نہ صرف جاگا ہوا تھا بلکہ کسی سے فون پر بات بھی کررہا تھا۔تیز سا لہجہ اور تیز سی آواز تھی۔شاید کوئی سنجیدہ مسئلہ تھا۔وہ اپنے کسی ماتحت کو جھڑک رہا تھا۔پھر فون بند کرکے اسکی طرف دیکھے بغیر واش روم میں گھس گیا تھا اور اسی دوران فون پھر سے بجنے لگا تھا۔وہ کبھی موبائل کی اسکرین کو بلنک ہوتے دیکھتی تھی اور کبھی غسل خانے کے بند دروازے کو۔پھر وہ کنفیوز سی الماری تک آگئی تھی۔جب تک اس نے کپڑے نکالے تب تک صاحب بھی باہر نکل آیا۔چاشین نے ساری مطلوبہ چیزیں صوفے پر سجا رکھی تھیں۔وہ تولیہ سے بال رگڑتا فون کی طرف متوجہ تھا۔چاشین کو بس اتنی ہی سمجھ آئی تھی۔۔دارالحکومت میں کسی مشہور سیاسی شخصیت کا قتل ہوگیا تھا اور صاحب کا جانا بہت ضروری تھا کیونکہ صاحب کے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان صاحب سے خاصے دیرینہ تعلقات تھے اور کوئی دفتری اہم معاملہ بھی زیر غور تھا۔

"ہاں ہاں۔۔۔میں پہنچ جاتا ہوں۔۔یو ڈونٹ وری۔۔۔ارے اس الو کی تو ایسی کی تیسی۔۔"وہ شرٹ بدلتے قطعی طور پر الگ موڈ میں تھا۔شاید خود کو کمرے میں تنہا تصور کررہا تھا۔چاشین بس کن اکھیوں سے صاحب کو دیکھتی رہی۔بلیک ٹو پیس میں وہ ہمشیہ کی طرح عالیشان تھا۔ناقابلِ تسخیر۔۔۔ایسا علاقہ جو کسی سے فتح نہیں ہوسکتا تھا۔کوئی اس سلطنت پہ اپنی فتح کے جھنڈے نہیں گاڑ سکتا تھا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔اپنا روشن اور دھلا دھلایا عکس دیکھتا ہوا۔اس نے بال بنائے اور پرفیوم کا ڈھیر سارا چھڑکاؤ کیا تھا پھر آئینے کے اندر جھلکتے وجود کی طرف متوجہ ہوگیا۔وہ ابھی تک چور نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔اچانک چوری پکڑے جانے پر گڑبڑا گئی تھی۔جبکہ صاحب پورے کا پورا اسکی طرف گھوم آیا تھا۔

"کیا دیکھتی ہو؟"وہ بیچ کے فاصلے کو کم کرتا اسکے قریب آگیا تھا۔وہ تھوڑا جھجک کر پیچھے ہٹی تھی۔صاحب نے اسکے پیچھے ہٹنے کو فوراً نوٹس کیا تھا اور پھر اس معمولی فاصلے کو بھی مٹا دیا۔اب وہ صاحب کے حصار میں تھی اور وہ اسکے بالوں کو دوپٹے کی اوٹ سے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے پہلی دفعہ میں بات سمجھ نہیں آتی؟"اب کہ لہجہ اور گرفت دونوں میں سختی تھی۔وہ بری طرح سے گھبرا گئی تھی۔

"میں آپکو اس لیے دیکھ رہی تھی۔۔آپ۔۔۔آپ بہت اچھے لگ رہے تھے۔"

اس نے نگاہ جھکا کر دھک دھک کرتے دل کے ساتھ جواب دیا تھا۔جانے اس جواب میں اسکی کونسی حس تسکین سے سرشار ہوئی تھی؟اسکا موڈ بدل گیا تھا۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔لیکن کیا پہلے کبھی خوبصورت مرد نہیں دیکھا؟"اس نے چاشین پہ جھکتے ہوئے سوال کیا۔اور چاشین کا دھک دھک کرتا دل بے قابو ہوا تھا۔وہ پہلی مرتبہ دیان کے حصار میں خود کو مامون تصور کررہی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں۔"چاشین نے سچائی کے ساتھ اقرار کرلیا تھا۔وہ اس جوب پہ بے ساختہ چونک گیا تھا۔

"رئیلی۔۔؟"اسکی آنکھوں میں عجیب سا تاثر ابھرا اور معدوم ہوا تھا۔وہ اسکی شفاف دھلی دھلی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔وہ اسکے چہرے سے کچھ تلاش کررہا تھا۔

"جی۔۔۔"چاشین نے پلکیں جھکا لی تھیں۔

"ہوں۔۔۔"دیان کے چہرے پہ ویسی ہی سنجیدگی در آئی تھی۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔اسکا رویہ اور خاموش انداز اسے کچھ متفکر کر گیا تھا۔دیان

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے اسکے پریشان چہرے اور تفکر سے پر آنکھوں کو دیکھا۔وہاں بے چینی تھی اور جھک کر اسکے کان میں بولا۔

"اس بات کا جواب دینے کے لیے مجھے بہت سا وقت چاہیے۔۔اور ڈھیر ساری فرصت چاہیے۔تمہیں اس بات پر انعام ضرور دیتا لیکن ابھی بہت جلدی میں ہوں۔پھر ملاقات ہوگی۔"صاحب اسے دن دیہاڑے اتنا نواز گیا تھا؟اپنے قیمتی الفاظ کا ایسا خزانہ تھما گیا تھا؟وہ جتنا بھی حیران ہوتی کم تھا لیکن ایک بات تو طے تھی۔وہ خوش قسمت ہرگز نہیں تھی۔کیونکہ چاشین کی خوشیوں اور مسرتوں کی عمر بہت تھوڑی ہوتی تھی۔اس پہ بڑی جلدی ہی انکشاف ہوگیا تھا۔ انجانے میں اس نے صاحب کی خودی اور خودپسندی کی تسکین کردی تھی۔اس نے صاحب کی تعریف کردی تھی۔صاحب کی مردانہ انا میں خودی کوٹ کوٹ کر بھر گئی۔اسکی آنکھوں میں نخوت اور رعونت بھر گئی تھی۔وہ اسے قربت کا احساس بخش کر نہیں۔۔اپنا حق استعمال کرکے گیا تھا۔یکایک چاشین کو اپنی ذلت کا احساس ہوا اور وہ تھک ہار کر صاحب کے بستر پہ گری اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اور اسی اثنا میں پہلی مرتبہ کشمیرا آگئی اتنی صبح اس کا آجانا حیران کن تھا۔ویسے یہ صبح کہاں تھی؟اب تو دس بجنے والے تھے۔وہ کشمیرا کو ڈرائنگ روم میں لے آئی۔نسیم سے انٹرٹین کرنے کے لیے لوازمات کا کہا اور خود کشمیرا کے پاس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹھ گئی۔کشمیرا اسے بہت تپاک سے ملی تھی۔وہ فطرتاً عادتاً بہت اچھی تھی۔ چاشین کو تو بہت ہی اچھی لگی تھی۔بہت دیر بیٹھی رہی۔اس سے اپنے بچپن، اسکول اور کالج کی باتیں کرتی رہی۔کشمیرا نے ہی بتایا تھا۔وہ دیان کی اچھی فرینڈ تھی۔انہوں نے ایک ساتھ بہت اچھا وقت گزارا تھا۔چاشین بہت دلچسپی سے سن رہی تھی۔اسے دیان کے بارے میں جاننے کا موقع مل رہا تھا۔اسے اندازہ ہی نہیں تھا۔صنف نازک میں صاحب کسی سے اتنا بے تکلف بھی ہوسکتے تھے۔

"ہماری ہر لحاظ سے کیمسٹری ملتی تھی پسند ناپسند سیم تھی۔۔۔ذہنی مطابقت ایک جیسی تھی۔وہ میرے مزاج کو سمجھتا تھا،میں اسکی طبیعت سے واقف تھی۔ہم ایک دوسرے کی سوچ پڑھ لیتے تھے۔پھر بے تکلفی بہت تھی دوستی بہت تھی۔"کشمیرا بتاتے ہوئے جیسے گئے وقتوں میں کھو گئی تھی۔چاشین بہت ہی دلچسپی کے ساتھ سن رہی تھی۔بہت توجہ اور دھیان سے۔کتنا اچھا لگ رہا تھا۔۔صاحب کے بارے میں جاننا۔۔

"وہ شروع سے موڈی تھا۔دل کرتا تو کسی سے ملتا ورنہ نہ ملتا۔دل کرتا تو کسی سے بات کرتا ورنہ نہ کرتا۔اکڑ،نخرہ اور خودی یا خودی نہیں خود پسندی کہہ سکتے ہیں۔اس کو گوارا نہیں تھا۔کوئی اس کی سطح پر آجاتا۔اسے اکڑ اور تکبر بھی نہیں کہہ سکتے تھے۔وہ ایک نامعلوم احساسِ برتری کا شکار تھا۔"وہ بولتے بولتے

لمحہ بھر کے لئے رک گئی تھی۔اس کی ہلکی نمی سے پر آنکھوں میں چمکیلا سا پانی دیکھنے لگا تھا۔

"اسی لئے جب آنٹی اور انکل نے دیان کے لیے مجھے ممی پاپا سے بغیر اس کی رائے جانے مانگ لیا تو ایک طوفان اٹھا آیا۔"کشمیرا لمحہ بھر کے لئے لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔شاید ضبط کررہی تھی۔"گو کہ مجھے رجیکٹ کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔اور میں خود بھی اس پرپوزل پہ ہاں یا نا کے بیچ اٹک رہی تھی۔ کیونکہ دیان کا دوست ہونا اور بات تھی اور اس کی بیوی بن جانا اور بات۔اور شاید میری ہاں ناں میں ہی بدل جاتی لیکن دیان کی طرف سے انکار ہوگیا۔ جانتی ہو کیوں؟"کشمیرا جیسے خود پہ ہی ہنس پڑی تھی۔اس کے چہرے پر ایک نامعلوم اذیت کی لہر اتر آئی تھی۔ایک ہلکا سا سایہ تھا جو اس کے چہرے پہ لہرا رہا تھا۔

"اس نے کہا۔۔۔اگر میرے ممی پاپا یا میں اس نئے بندھن پہ خواہش کا اظہار کرتی تو ٹھیک تھا بلکہ پھر بھی ٹھیک نہیں تھا۔اسے بے شمار تحفظات لاحق تھے۔ اسے مجھ جیسی بااعتماد۔۔سوشل۔۔۔ہائی فائی کوالیفائیڈ۔۔ورکنگ لیڈی سے کسی طور شادی نہیں کرنا تھی۔اسے اپنے شانہ بشانہ چلتی۔۔اعتماد سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی۔۔اور اپنے رائٹس پہ ببانگ دہل جنگ کرتی بیوی کی خواہش نہیں تھی۔یہ تو مجھے پتا چلا جب اس نے تم سے شادی کے لیے حامی

بھری۔وہ تم جیسی لڑکی سے ہی شادی کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کی خودی،انا،تکبر اور احساس برتری کی کسی طرح سے سبکی نہ ہو۔ہاں تب میں نے اس انکار کا نچوڑ نکال لیا تھا۔وہ تم جیسی خاموش،سنجیدہ،کم گو،ڈری سہمی اعتماد سے عاری لڑکی کو ہی اپنانا چاہتا تھا۔معذرت کے ساتھ۔۔وہ اپنے احساس برتری کو ہر حال میں تقویت دینا چاہتا تھا۔تم پر برتری چاہتا تھا۔اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے۔۔تو اس کی خواہش کے عین مطابق ہو۔تم نے کبھی اسے احساس نہیں دلایا۔وہ غلط کرتا ہے۔غلط کر رہا ہے۔وہ تم پہ اپنی اجارہ داری رکھ کے ٹھیک نہیں کر رہا۔یہ صحت مند عمل نہیں اور تم بجائے اس کی غلطی پر ٹوکنے اس کے غلط رویے پر آواز اٹھانے اور اسے اس بات کا احساس دلانے کہ تم بحیثیت انسان اور بحیثیت اس کی بیوی کے ایک مقام رکھتی ہو۔کچھ حقوق رکھتی ہو۔تم نے ہتھیار گرا کر اسے بہت بھلا موقع دیا ہے کہ۔۔آؤ میری زندگی کے ساتھ کھیلو اور اسے اپنی مرضی سے برتو۔۔میں کبھی تمہارے اس عمل کو نہیں سراہوں گی۔خود کو ضائع مت کرو چاشنین!تم اس کی بیوی ہو۔۔اپنا حق استعمال کرو۔۔کبھی اس کی مانو اور کبھی اپنی منواؤ۔۔۔۔"

وہ بولتی جارہی تھی۔چاشنین سنتی جارہی تھی۔اسکی بہت سی باتیں رادیہ،ناجیہ اور لیلی باجی سے مطابقت رکھتی تھیں۔پہلے دن سے لے کر آج تک باجیاں بھی اسے یہی سبق دے رہی تھیں۔وہ اپنے رائٹس پہ بولے۔دیان کو احساس دلائے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بحیثیت بیوی کے اسے سارے حقوق دے۔وہ اسکی بے مول،بے دام غلام نہیں تھی۔جسے نکاح کے بولوں میں باندھ کر وہ سارے حقوق سے بے پرواہ ہوگیا تھا۔مسئلہ یہ تھا کہ چاشین نے ازخود اپنی ذات کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔ جب وہ خود ہی اپنے ہونے کا احساس دلانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی تھی تو پھر کون اسے توجہ سے نوازتا؟اس نے اپنی ذات کو خود ہی بے قیمت اور حقیر بنا رکھا تھا۔وہ اپنی مرضی سے جی حضوری میں لگی ہوئی تھی۔دراصل وہ دیان کی شخصیت و حیثیت سے مرعوب تھی۔مرعوبیت نے اسے احساس کمتری کا شکار کردیا تھا۔وہ سمجھتی تھی۔دیان نے اسے اپنا کر اس پہ احسان کیا تھا۔اسے اس گمان سے پہلے باجیوں نے اور اب کشمیرا نے خوب نکالنے کی کوشش کی تھی۔

"اور دوسری وجہ تمہیں منتخب کرنے کی یہ تھی اسے یعنی دیان کو اپنے گرینڈ پیرنٹس کے لیے فل ٹائم کیئر ٹیکر کی ضرورت تھی۔جو انکا بہت خیال رکھے۔ شاید اسے اندازہ تھا کوئی اسکے سرکل کی لڑکی اسکے پیرنٹس کی کیئر نہیں کرسکے گی جیسی کیئرنگ کی اسے اپنی بیوی سے توقع ہوگئی۔"دھیمی آواز میں بول رہی تھی۔بہت سوچ سوچ کر۔۔۔پھر اس نے گہرا سانس خارج کیا اور قدرے ہلکے پھلکے انداز میں کہنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اینی وے۔۔۔میں یہ کارڈ دینے آئی تھی۔میری انگیجمنٹ ہے۔اپنے کلاس فیلو سے۔ہم ایک جگہ ہی جاب کرتے ہیں۔میں یہ کارڈ دیان کو بھی دے سکتی تھی مگر مجھے اندازہ تھا کہ وہ خود آ جاتا اور تمہیں بتاتا ہی نہیں۔۔اب اسپیشل انوائٹ کرنے آئی ہوں تم دونوں ضرور آنا۔انکل آنٹی تو آئیں گے ہی۔مجھے بہت خوشی ہوگی اگر تم آؤگی تو۔"کشمیرا نے جاتے ہوئے ایک سنہرا کارڈ اسے تھمایا تھا۔ جسے چاشنین نے تھام لیا اور آنے کی حامی بھرنے سے وہ گریز ہی کررہی تھی۔ اسکا فیصلہ تو دیان ہی کرسکتا تھا کہ اسے جانا تھا یا نہیں۔۔

صاحب سے اسے ڈر لگتا تھا دراصل ڈر لگنے کا عمل شادی سے پہلے ہی شروع ہوچکا تھا۔کیونکہ وہ صاحب کی شخصیت سے مرعوب ہوگئی تھی۔اس کمپلیکس کا سلسلہ تب ہی شروع ہو گیا تھا۔۔جب۔۔۔ہاں جب اردب بھائی جان نے دیان کے لیے اسے مانگا تھا۔یہ کتنی بڑی انہونی تھی جس پر پورا امن آباد منہ کھولے۔۔حیران اور دنگ تھا۔کیا ممکن تھا؟یہ کس طرح سے ممکن تھا؟اردب بھائی جان کا دماغ چل گیا تھا؟انہوں نے امن آباد کی ساری طرح دار۔۔قابل ترین لڑکیوں کو چھوڑ کر اپنے اعلا،ارفع بیٹے کے لئے ایک عام سی انڈر میٹرک لڑکی کا رشتہ طلب کرلیا تھا بھلا کسی کو یقین کیسے آجاتا؟وہ افراح بھابھی کی پسندیدہ بھی نہیں تھی۔پھر ایسی کیا وجہ تھی جو اسے دیان کی دلہن بنا دیا گیا تھا؟اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا اور سوچتی بھی تو اس حد تک جا ہی نہیں

سکتی تھی اور جب شادی ہوگئی تب اسے اپنی بدبختی اور خوش بختی کا پتہ چلا تھا۔وہ کتنی خوش قسمت تھی اور کتنی بدبخت تھی؟صاحب کے زیر تسلط تھی اور صاحب کی زندگی میں ایک ٹشو پیپر جتنی اہمیت رکھتی تھی۔صاحب نے اسے شادی کے اتنے عرصے بعد بھی محض خوف سے ہی نوازا تھا۔صاحب کے آنے کا خوف،صاحب کے جانے کا خوف۔۔۔صاحب کو کچھ برا نہ لگے۔۔کچھ نہ پسند نہ لگے۔۔اگر اس خیال سے نکلتی تو مام جی کا خوف۔۔انکی خدمت میں کوتاہی کا خوف۔۔اچھا بننے سے برا بننے تک کا خوف۔۔۔اسکی زندگی تب سے لے کر اب تک ایک خوف کا ہی شکار تھی۔وہ ایک خوف کے دائرے میں زندگی گزار رہی تھی۔اس دائرے سے نکل نہیں سکتی تھی۔کیونکہ کوئی اسے خوف کے دائرے سے نکالنے والا نہیں تھا۔

مام جی کی طبیعت ایسی نہیں تھی اور کیا پتا طبیعت بھی ایسی ہو اور مزاج بھی ایسا ہو۔بہرحال چند سال پہلے دماغ کی سرجری کے بعد وہ کچھ مخبوط الحواس ہوگئی تھیں۔اپنے پاس سے لگائیاں بجھائیاں کرتی رہتیں۔خود سے ہی فلم بنا لیتی تھیں۔جھوٹی سچی جو بھی بات بتاتیں سب لوگ یقین نہ بھی کرتے دے دیان ضرور یقین کرتا تھا پھر غلطی کرنے والے کی غلطی ہوتی یا نہ ہوتی تب بھی دیان کے عتاب سے بچ نہیں پاتا تھا۔اتنا ہوا کہ دیان کے بتانے پہ وہ مام جی

کی بیماری سے سمجھوتا کر چکی تھی۔اب مام جی جیسے مرضی کال کرکے اسکی شکایتیں کرتیں کہ "چاشنی گندا کھانا بناتی ہے۔انہیں تنگ کرتی ہے۔بددعائیں دیتی ہے۔دوائیاں چھپا دیتی ہے۔۔"تو چاشنی ایسی باتیں سن کر اب دکھی نہیں ہوتی تھی۔روتی نہیں تھی۔ایسے مام جی کی سمجھ آگئی تھی۔چاشنی مام جی کے ساتھ ساتھ صاحب کے بھی گرم اور سرد رویے کی عادی ہوچکی تھی۔صاحب کے آنے جانے کی عادی ہوچکی تھی۔کیونکہ باقی سب کا رویہ اسکے ساتھ بہت اچھا تھا۔ڈیڈ،افراح بھابی اور بھائی جان۔۔ڈیڈ ان دنوں اپنی کتاب چھپوانے میں مصروف تھے۔گھر کم کم ہی آتے اور صاحب بھی دو مہینے سے لاپتہ تھا اور اس کے صاحب کی گمشدگی کے دورانیے عموماً دو دو مہینے پہ محیط ہوجاتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاشنی نے سب کے ساتھ سمجھوتا کرلیا تھا۔مام جی کے دھوپ چھاؤں مزاج کے ساتھ،صاحب کی لاتعلقی کے ساتھ اور باقیوں کی مصروفیت کے ساتھ۔۔ہاں امن و امان کے ساتھ اچھا وقت گزر جاتا تھا۔وہ جب بھی آتی تھیں اپنے ساتھ رونق ہی اٹھا کر لاتی تھیں۔اس سنڈے کو بھی اچانک ہی آگئیں۔چاشنی کو اپنی دونوں نندوں سے بے بہا پیار تھا۔وہ انکی کمپنی میں انجوائے کرتی تھی۔شام کو اس نے امن آباد کی مف پسند میکرونی بنائی تو وہ دونوں کچن میں اسکے پاس آگئیں۔امن کے ہاتھ میں ٹیب تھا اور وہ چاشنی کو ٹیب سے تصویریں کھول کر اسے دکھانے لگیں۔پھر چند تصویروں کو زوم کرکے دکھایا۔

"یہ دیکھو میٹھی!"دونوں کے انداز میں جوش بھرا ہوا تھا۔چاشین بھی دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ایک نومولود بچے کی ڈھیر ساری تصویریں تھیں۔ایک امان جتنی بچی نے اس نومولود کو اٹھا اٹھا کر شوق میں وہ فوٹوگرافی کروائی تھی۔

"یہ کون ہے امن؟"اس نے دلچسپی سے پوچھا۔چھوٹا سا بچہ دل کے بہت قریب لگ رہا تھا۔اچانک ہی دل میں ایک ننھی سی خواہش بیدار ہوئی تھی۔اور اس کا چہرہ اس خواہش کے خیال سے ہی سرخ پڑ گیا تھا۔

"یہ زلوہ کی بھتیجی ہے۔۔۔ہماری فرینڈ زلوہ کی۔وہ لاہور میں ہوتی ہے۔اس دفعہ جب آئی تو بھتیجی کی پکس لے کر آئی تھی۔اتنی کیوٹ ہے نا رومیہ؟پتا ہے میٹھی!تب سے میرا بھی دل چاہتا ہے میری بھی کیوٹ سی بھتیجی ہو۔"امن نے ڈھیر ساری حسرت لہجے میں سمو کر اپنی خواہش کا اظہار کیا تو چاشین کا چہرہ کچھ اور لال سا ہوگیا۔اسے ڈھیروں کے حساب سے شرم آئی تھی۔

"وہ ننھی سی پھپھو بن کر اتنی پراؤڈ ہوگئی ہے میٹھی!سارے میں رومیہ کی پکس اترا اترا کے دکھاتی تھی۔تب مجھے بھی غصہ آیا اور میں نے سوچا۔۔میری بھی بھتیجی ہو۔"امان نے معصومیت سے اپنے غصے کی وجہ بتائی تھی۔جس کا مطلب تھا۔وہ بھی ننھی سی پھوپھو بن کر اترانا چاہتی تھی۔

"ہمارابےبی کیوں نہیں ہے میٹھی!!"امن نے مچل کر استفسار کیا تھا۔چاشین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج بری پھنس گئی تھی۔اس بات کا بھلا کیا جواب دیتی؟وہ تو یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ اپنے بھیا سے پوچھو۔بھلا ان سے کیا بعید تھا اپنے بھیا کے پاس بھی فرمائشی سلپ اٹھا کر لے جاتیں۔

"تو اللہ سے مانگو۔۔۔"چاشنین نے ذرا رسان سے کہا تھا پھر دونوں کو موضوع سے ہٹاتے ہوئے بولی۔"اب میکرونی کھاؤ۔اس ٹاپک پر پھر بات کریں گے۔" اپنے تئیں چاشنین نے انہیں ٹال دیا تھا اور اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ وقتی طور پر ٹل گئی ہیں لیکن یہی بات وہ سنڈے کی رات اپنے بھیا سے بھی کرلیں گی۔ صاحب کا اچانک آجانا بھی حیران کن تھا۔اس دفعہ تو جلدی ہی چکر لگا لیا تھا۔ پھر وجہ بھی معلوم ہوگئی۔وہ امن و امان کو لینے آیا تھا۔ڈرائیور چھٹی پہ تھا اور بچیوں کو بورڈنگ چھوڑنا تھا۔چاشنین نے جلدی جلدی دونوں بچیوں کی پیکنگ کردی تھی۔کیونکہ صاحب نے جلدی مچا رکھی تھی۔انہیں ضروری کام سے جانا تھا اور دیر ہورہی تھی۔مام جی کا موڈ آف تھا۔وہ نواسیوں سے ناراض تھیں۔

"اتنی سی دیر کے لیے آتی ہوتو آیا ہی نہ کرو۔"انہوں نے غصے میں کہا تھا۔وہ لاؤنج میں بیٹھی تھیں اور باقی لوگ بھی قریب ہی ڈنر میں مصروف تھے کیونکہ انہیں ابھی کہ ابھی ہی نکلنا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس اتنا سا ہی ویک اینڈ ہوتا ہے مام جی!ہم ونٹر ویکشنز میں آئیں گے اور بہت سارے دن رہیں گے۔"دونوں نے مام جی کی اپنی طرف سے تسلی کروائی تھی۔

"میں بور ہوجاتی ہو سارا دن۔۔تمہاری ماں تو مہینے بعد آتی ہے۔۔۔نانا تمہارے اس عمر میں کتابیں لکھنے اور چھپانے میں بزی۔۔دیان کی اپنی مصروفیات۔۔۔اور یہ اسکی بیوی۔۔۔بولتی تک نہیں۔بات تک نہیں کرتی۔۔موڈی ہے۔مجھے تو یوں لگتا ہے انسانوں کے بیچ نہیں رہتی میں۔۔۔اسکے چہرے پر تو اسمائل تک نہیں آتی۔۔۔عجیب لڑکی ہے۔بس تم دونوں کی کمپنی میں خوش نظر آتی ہے۔دانت بھی نکلتے ہیں۔میں تو اسکے خیال سے کہہ رہی تھی۔تم اور رک جاتیں تو یہ بھی دو دن اور خوش ہو لیتی۔"انہوں نے اپنے کٹے سلکی بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے آئے توپوں کا رخ چاشین کی طرف موڑ لیا تھا۔وہ جو صاحب کی پلیٹ میں سلاد ڈال رہی تھی۔اتنے الزامات پر بوکھلا گئی۔صاحب نے بھی ایک کٹیلی سی نگاہ اس کے چہرے پہ پھینکی تھی۔وہ صفائی دینے کی پوزیشن سے بھی باہر نظر آئی۔۔لیکن اس وقت امن و امان نے کمان سنبھال رکھی تھی۔وہ فورا الرٹ ہوئیں۔

"مام جی آپکی کمپنی میں تو جوکر بھی اسمائل کرنا بھول جائیں۔"امن نے کھکھلا کر کہا تو مام جی اس بات پہ ہنس پڑیں۔بہت موڈی خاتون تھیں۔نہ ہنسنے والی بات پہ مسکرانے لگتی تھیں۔۔اور مسکرانے والی بات پہ منہ بنا لیتی تھیں۔ویسے نواسیوں کی کوئی بات انہیں بری نہیں لگتی تھی۔انکے مذاق کو انجوائے کرتی تھیں۔لیکن صاحب نے تنبیہی انداز میں "اوں ہوں" کہتے ہوئے چھوٹی بہنوں کو روکا تھا۔

"تو بھیا۔۔۔مام جی بور ہوتی ہیں۔ان کی بوریت دور کرنے کے لیے کچھ سوچیں۔"امان نے شرارتی انداز میں سنجیدہ سے بھائی کی طرف دیکھ کر کہا۔اب وہ اس بات کو سمجھا تھا یا نہیں۔۔لیکن جاشین کے کانوں سے دھواں نکل گیا تھا۔یہ دونوں اب کیا کرنے والی تھیں؟کیا کہنے والی تھیں؟وہ گھبرا کر انہیں دیکھنے لگی۔

"بھیا۔۔۔سنیں نا؟؟"امن نے اسے اپنی پلیٹ میں چمچ بجا کر متوجہ کیا تو وہ اسکی طرف دیکھنے لگا۔انداز میں ویسی ہی سنجیدگی تھی۔جاشین کے دل کو کچھ ہونے لگا۔۔وہ ان دونوں کو روکنا چاہتی تھی مگر۔۔۔۔

"سنائیں۔۔۔"اس نے نیپکن سے منہ پونچھتے ہوئے بڑے دلار سے کہا تھا۔

"وہ زلوہ کی بھتیجی ہوئی ہے۔ہمیں بھی ویسی ہی بے بی چاہیے۔کیوٹ سی۔۔۔پھر ہم یہاں زیادہ دن اسٹے کریں گے۔ہمیں بھی بے بی چاہیے۔"وہ ایسے مچل رہی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی جیسے اسے بے بی نہیں کھلونا چاہیے۔جسے اسکا بھائی فوراً بازار سے خرید کر لادیتا۔دیان پہلے تو چونک گیا۔۔پھر قدرے حیران ہوا اور پھر سنجیدہ۔۔۔یعنی فرمائش پہ نظرِ ثانی فرما رہا تھا۔غور و فکر کررہا تھا۔سوچ رہا تھا۔چاشین بس بے ہوش ہونے کو تھی۔شاید ابھی کے ابھی اسکی واٹ لگ جاتی کہ اسکی کمپنی اچھی نہیں۔۔وہ دیان کی بہنوں کے کان بھرتی ہے۔اور غلط باتیں سکھاتی ہے۔اسکی جان پہ بن آئی تھی۔

"ویسا ہی بے بی؟اس سے اچھا نہیں؟"بڑی سنجیدگی سے استفسار کیا گیا تھا۔چاشین تو بس چکر کھانے والی تھی۔دونوں نے چہک کر کہا۔وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھیں۔

"ہمارا بے بی زلوہ کے بے بی سے اچھا ہوگا۔"

"یو ڈونٹ وری۔۔ہمارا بے بی سب سے اچھا ہوگا۔"اس نے دونوں بہنوں کو بہلایا اور انہیں اٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔جاتے جاتے اس نے گہری،اترتی،بولتی نگاہ حواس باختہ سی چاشین پہ ڈالی تھی۔

"سن لیا ہے؟فرمائش نوٹ کرلو۔"وہ بولتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا اور اسکے انداز کا سحر اسے بےخود کررہا تھا۔وہ تو ایسے لہجے کی عادی ہی نہیں تھی۔اسے تو یقین ہی نہیں آیا تھا۔شاید عمر بھر نہ آتا۔۔لیکن پھر وہ ہوگیا تھا جسکے بارے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں کسی کو بھی گمان تک نہ تھا۔یقین تک نہ تھا۔بس ایک طوفان تھا جو چلا آیا۔۔اور سب کچھ اپنے ساتھ بہا کر لے گیا۔سب کچھ فنا ہوگیا۔

یہ جاڑے کی عجیب سی شام تھی۔متواتر مینہ برس رہا تھا۔دور پہاڑوں سے بادل اڈ اڈ کر آتے اور برس برس کر نہ تھکتے تھے۔ڈیڈ کے کچھ مہمان آئے تھے۔وہ انکو چائے وغیرہ دے کر انہیں شہر بھیج کر ابھی اندر آئی ہی تھی جب مام جی نے اسے بلا لیا تھا انکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اور اکثر ہی وہ بیمار رہتی تھیں۔انہیں دماغی طور پر اتنا نارمل نہیں کہا جاسکتا تھا۔وہ اکثر چیزیں رکھ کر بھول جاتی تھیں۔اکثر عجیب و غریب الزامات لگا دیتیں۔اب تو چاشین انکی طبیعت سمجھ گئی تھی اور انکی بیماری سے سمجھوتا کرچکی تھی۔وہ آئی تو مام جی اتنی ٹھنڈ میں نہا کر بیٹھی تھیں۔اسکی اپنی بھی طبیعت گری گری سی تھی۔اوپر سے مام جی کو اتنا لمبا چوڑا تیار ہونا تھا۔باہر بارش تھی۔موسم اتنا خراب تھا۔انہوں نے تیار ہوکر جانا کہاں تھا؟بس تیار ہونے کی دھن سوار تھی۔وہ انکو تیار کرواتی رہی۔پھر وہ ہائی ہیل کوٹ شوز پہن کر اوپر لائبریری میں چلی گئیں۔چاشین خود انہیں چھوڑ کر گئی تھی۔اور نیچے انکے لئے کافی بنانے آئی تھی۔ساتھ اسنیکس بھی تل دیئے۔پھر چچی کی امن آباد سے کال آگئی۔لیلی اور رادیہ باجی کا رشتہ طے ہوگیا تھا۔وہ اسے نکاح پر انوائٹ کررہی تھیں۔چاشین

کو بہت ہی خوشی ہوئی تھی۔اس نے باجیوں کو فورا کال کر کے مبارک دی تھی۔پھر نکاح آنے کی حامی بھر لی تھی۔

"صاحب آئیں گے تو انہیں کہوں گی۔۔۔میں ضرور آؤں گی۔"اس نے بہت خوش دلی سے کہا تھا۔پھر باجیاں صاحب کو قابو کرنے کے نادر مشوروں سے نوازنے لگیں اور اسی اثنا میں آدھا گھنٹہ مزید لگ گیا۔وہ چونکی تو تب تھی جب اسے مام جی کی دردناک چیخوں کی آواز آئی تھی۔چاشین کو تو زماں و مکاں بھول گئے تھے۔وہ بھاگتی ہوئی باہر آئی تو مام جی فرش پہ گری تھیں۔سیڑھیوں کے پاس۔۔چاشین کو یہی سمجھ آئی تھی کہ مام جی کا اترتے ہوئے پاؤں رپٹا ہوگا اور وہ سیڑھیوں سے پھسل گئی ہونگی۔اب صورتحال بہت پریشان کن تھی۔مام جی چیخ چیخ کر چاشین پہ الزام لگا رہی تھیں۔

"اس نے مجھے دھکا دیا۔اس نے مجھے سیڑھیوں سے گرایا۔یہ مجھے مارنا چاہتی تھی۔یہ مجھ سے بے زار تھی۔"انکی چیخوں پر ملازم بھی اکٹھے ہوگئے تھے اور چاشین کا ستارہ بھی سخت گردش میں تھا کیونکہ اچانک ہی دیان بھی پہنچ گیا۔اسے نسیم نے کال کردی تھی۔وہ کہیں اردگرد سے ہی گزر رہا تھا۔فورا ہی پہنچ گیا۔مام جی کی حالت دیکھ کر اسکا دماغ گھوم گیا تھا۔اوپر سے مام جی کے الزامات اور رونا دھونا۔وہ چاشین کو بخشنے کے لیے تیار ہی نہیں تھیں۔انکا سر پھٹ گیا تھا اور خون کی دھاریاں بہہ رہی تھیں۔نسیم انہیں سنبھال رہی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔ڈرائیور ڈاکٹر کو لینے چلا گیا تو دیان کسی بپھرے طوفان کی طرح چاشین پہ پل پڑا تھا۔مام جی نے جو بھی کہا تھا اس نے سن لیا اور چاشین کی کوئی بھی وضاحت نہ سنی، سمجھی تھی۔وہ کسی زخمی شیر کی طرح غرا رہا تھا۔

"تو تم نے اپنا مقصد پورا کرلیا؟مام جی سے جان چھڑوانے کا بہترین حل ڈھونڈا۔تم انہیں مار دینا چاہتی تھی۔کیا سوچ کر تم نے اتنا ظلم ڈھایا۔"وہ چنگھاڑتا ہوا اپنے آپے میں نہیں تھا۔اس نے چاشین کے نازک رخساروں پہ کئی تھپڑ ایک ساتھ دے مارے تھے۔پھر اسے جھنجھوڑتے ہوئے اپنے سامنے سے ہٹایا تو وہ اپنا توازن نہ رکھ سکی۔۔یوں منہ کے بل زمین پہ گر گئی تھی۔اسکا سر میز سے ٹکرایا اور میز کا دوسرا کونا اسکے پیٹ میں شدت سے لگا تھا۔وہ ایک دن دردناک انداز میں پیٹ پکڑ کر چیخی تھی لیکن تب تک دیان مام جی کو لے کر اسپتال چلا گیا تھا لیکن اسکے پیچھے سے ایک قیامت چاشین پر سے گزر چکی تھی۔

وہ خون میں لت پت بے ہوش تھی جب افراح بھابھی اور اردب بھائی جان افتاں خیزاں دیان ہاؤس پہنچے تھے۔وہ تو مام جی کا سن کر آئے تھے آگے چاشین بے حال سی گری پڑی ملی تھی۔افراح بھابھی کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔چاشین کو دیکھ کر تو معاملہ کچھ اور ہی لگا تھا۔نسیم نے ساری کاروائی سنائی تو افراح بھابھی سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیان کو کون سمجھے؟پاگل ہوگیا تھا کیا؟اسے پتہ نہیں تھا مام جی خود سے کہانی بنا لیتی ہیں۔چاشنین کو کیا ضرورت تھی انہیں دھکا دینے کی۔مام جی تو۔۔۔اف۔۔۔!"افراح بھابھی پریشانی اور صدمے سے نڈھال ہوگئیں۔تب تک دیان مام جی کو واپس لے کر آگیا تھا۔انکے سر پہ ایک اسٹچ لگا تھا اور پاؤں میں موچ تھی۔اب وہ ٹھیک تھیں لیکن سویکنگ کی وجہ سے چلنا کچھ دشوار تھا۔افراح بھابھی چاشنین کو ہوش دلانے میں لگی تھیں۔نسیم اسکی ہتھیلیاں مسل رہی تھی۔اردب بھائی جان نے کہا تو بس اتنا ہی کہا تھا۔

"چاشنین کو اسپتال لے چلو۔۔۔اسے ہوش نہیں آرہا۔"وہ سخت انداز میں بول رہے تھے۔انہیں دیان پے بہت غصہ تھا اور سچ تو یہ تھا۔چاشنین کی حالت دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"اسے کیا ہوگیا۔۔۔؟"وہ لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔

جو کچھ وہ کرکے گیا تھا۔ذہن سے محو ہوگیا تھا اور اب خیال آرہا تھا۔ادھر مام جی کی حالت غیر ہونے لگی۔

"اسکو کیا ہوگیا۔۔؟افراح اسے اسپتال لے جاؤ۔"وہ گھبرا سی گئی تھیں۔دیان اور افراح بھابی اسے اسپتال گاڑی میں ڈال کر لے گئے تھے اور مام جی تسبیح پکڑ کر دکھتے پاؤں کے ساتھ دعائیں کرنے میں مصروف تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اللہ جی اسے کچھ مت ہو۔اسے ٹھیک کردو۔کتنی اچھی ہے وہ۔میں اسکے بغیر کیسے رہوں گی؟میں اسکی عادی ہوچکی ہوں۔"انکی باآواز بلند دعاؤں پہ اندر آتے ڈیڈ بھی چونک گئے تھے۔ان میں بھی فون پہ اطلاع مل گئی تھی۔اس لیے اپنا سارا کام چھوڑ کر فورا واپس پہنچ گئے تھے۔

"اب خیال آرہا ہے۔۔اسے موت کے منہ میں دھکیل کے؟تم دونوں۔۔تم اور تمہارا لاڈلا۔۔ایک مٹی سے بنے ہو۔مطلب پرست،خود پرست اور صرف اپنا سوچنے والے۔نہ تمہیں احساس تھا اس بے چاری کا۔جو شوہر کی خوشنودی کے لیے تمہاری چاکری میں لگی رہتی تھی۔اور نہ اسے۔۔تمہارے لاڈلے کو احساس تھا اسکا۔۔اب دونوں ہی پچھتاتے رہو۔جب وہ نہیں ہوگی تو تم دونوں کو پتا چلے گا۔"ڈیڈ کے الفاظ پہ تسبیح پڑھتی مام جی تھرا اٹھی تھیں۔

"ایسے مت کہیں۔خدا نہ کرے اسے کچھ ہو۔ہمارے دیان کی دلہن ہے۔اسے کیوں کچھ ہو۔"انکی آنکھوں میں آنسو بھر گئے تھے۔

"اب احساس ہورہا ہے۔وہ دیان جی دلہن ہے۔۔نہ اسے خیال تھا بے چاری کا نہ تمہیں۔۔۔"انہوں نے لوہا گرم دیکھ کر مزید چوٹ کی تھی۔

"ہو تو رہا ہے احساس۔۔۔ اتنی پریشان ہوں اسکے لیے۔۔" انہوں نے بھرائی آواز میں کہا تھا۔

"اب تو تمہارا لاڈلا بھی بہت پریشان ہورہا تھا۔مجھے کال کی۔ڈیڈ جلدی پہنچیں۔ دعا کریں اسکے لیے۔اب اپنے سود کے لالے پڑ گئے تھے نا۔۔۔۔فکر کیوں نہ ہوتی۔"ڈیڈ نے سلک کر بتایا تھا۔انہیں نواسے کی اپنی بیوی سے لاتعلقی بہت کھلتی تھی۔بہت دفعہ اسے سمجھایا بھی تھا،لیکن اسکی وہی اکڑ، وہی خودی۔۔۔۔ وہی نخوت۔

"بیویوں کو انکی اوقات میں ہی رکھنا چاہیے ڈیڈ!پھر سر چڑھ جاتی ہیں۔اور مجھے منہ چڑھی،بک بک کرتی عورتیں نہیں پسند۔۔۔جیسا ہے چلنے دیں۔اور میں اس سے سیٹسفائیڈ ہوں۔"اسکی بے نیازی کے کیا ہی کہنے تھے۔ڈیڈ تب حیران تھے اور بہت ہی حیران ہوئے تھے۔

"کیا وہ بھی تم سے سیٹسفائیڈ ہے؟"انہوں نے چونک کر پوچھا تھا۔

"آئی ڈونٹ نو۔۔۔اور وہ سیٹسفائیڈ ہوگی۔اسے اور کیا چاہیے؟"وہی نخوت بھرا انداز تھا۔جیسے اس بے چاری سے شادی کرکے دیان صاحب نے بڑا احسانِ عظیم کیا تھا۔

"بیٹا!لڑکیاں بہت نازک ہوتی ہیں اور بیوی سی مخلوق بن کر تو اور بھی بے چاری ہوجاتی ہیں۔انہیں تو بڑے پیار سے رکھا جاتا ہے انکا اپنے شوہروں کے سوا ہوتا کون ہے؟اور پھر چاشین کا تو کیس ہی الگ ہے۔اسکے پیرنٹس بھی نہیں۔۔۔تم اپنے رویے کو بدلو۔تھوڑا نرمی برتو۔مجھے تو یقین نہیں آتا۔کوئی اپنی

پسند اپنی چوائس کے ساتھ بھی یہ حال کرتا ہے۔۔؟"وہ اسے سمجھاتے تھے۔ اسے تب سمجھ نہیں آتی تھی۔اسے اب سمجھ آرہی تھی۔۔بیوی کیا ہوتی ہے؟وہ صرف حکم کی غلام نہیں ہوتی۔نہ وہ ہاتھ باندھی کنیز ہوتی ہے۔وہ ایک جیتی جاگتی انسان ہوتی ہے۔اسکے بھی کچھ خواب ہوتے ہیں۔کچھ جذبات ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی مرضی ہوتی ہے۔تھوڑی سی آزادی کی خواہش رکھتی ہے۔لیکن انکا نواسہ اس معاملے میں بڑے الگ خیالات رکھتا تھا۔اسکے نزدیک بیوی کی نہ کوئی مرضی ہوتی تھی نہ کوئی خواہش ہوتی تھی۔اور اسے گھر تک ہی محدود رکھنا چاہیے تھا۔اور اسے دبا کر بھی رکھنا چاہیے تھا۔اور اپنے رویے، سختی اور دباؤ کو اب اچھی طرح سے بھگت بھی رہا تھا۔مام جی نے حیرت سے شوہر کی تمام گفتگو سنی تھی۔اور وہ صرف ایک ہی بات پہ اٹک گئیں تھیں۔

"سود؟کونسا سود؟"انھوں نے حیرت سے پوچھا تھا۔دل میں ایک عجیب سی سر خوشی کی لہر آکر انگڑائی لے کر جاگی تھی۔

"وہی۔۔۔۔جسے اس نے اپنی خودی اور انا میں گنوا دیا۔اپنے غصے کے ہاتھوں ضائع کردیا۔"ڈیڈ افسردگی سے اٹھے تھے اور مام جی صدمے سے بس گنگ ہوکر رہ گئی تھیں۔

چاشنین کی حالت سنبھل گئی تو اس نے گھر واپسی پہ صرف اتنا ہی کہا تھا۔

"افراح بھابی! مجھے امن آباد جانا ہے۔مجھے وہاں چھوڑ دیجیے۔"اس نے چیزیں سمیٹتی افراح بھابھی کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔افراح بھابی رک سی گئی تھیں۔ انکے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

"کیوں بیٹا!وہاں کیوں جانا ہے؟"انہیں اپنے ہی الفاظ اجنبی لگے تھے۔

"مجھے آپکے گھر نہیں جانا بھابھی!مجھے امن آباد چھوڑ آئیں۔"اسکی ایک ہی ضد تھی۔افراح بھابھی چپ سی کر گئیں۔

"ابھی تم ٹھیک نہیں ہو۔جب بہتر ہو گی تو چلی جانا۔ابھی کیوں جانا ہے؟"انکی ملائمت پہ اسنے آنکھوں میں ابھرتی نمی کو اندر دھکیل کر بھینچی آواز میں کہا۔

"اس لیے کہ میں آپکے عزت مآب بیٹے کے قابل نہیں ہوں۔میں نا سمجھ ہوں۔۔ان پڑھ ہوں۔مجھے کسی بات کی تمیز نہیں ہے اور میں ان جیسی نہیں بن سکتی۔میں انکی ماں جی کو مارنا چاہتی تھی۔انکی ٹھیک سے کیئر نہیں کرتی۔نہ آپکی والدہ مجھ سے خوش ہیں نہ آپکا بیٹا مجھ سے خوش ہے تو میرا یہاں رہنے کا کیا جواز بنتا ہے؟جبکہ میرا بچہ بھی نہیں رہا۔۔"وہ اپنے خالی خالی وجود کو دیکھتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔افراح نے گہرا سانس بھرا اور اسکے قریب چلی آئیں۔وہ اسکی تکلیف کو سمجھتی تھیں۔وہ جانتی تھیں چاشین جذباتی توڑ پھوڑ کا شکار تھی۔اسے تسلی دینا چاہتی تھیں۔سب سے بڑھ کر اسکا دل صاف کرنا ضروری تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسا نہیں ہے چاشین۔۔مام جی تم سے خوش ہیں اور جو کچھ بھی ہوا۔مام جی کی وجہ سے ہوا۔وہ نہ گرتیں،نہ انہیں چوٹیں آتیں اور نہ اتنا معاملہ بگڑتا۔یقین کرو۔۔ہمیں مام جی کے کسی بھی الزام پہ یقین نہیں ہے۔۔اور نہ دیان کو تھا۔اسے وقتی غصہ آیا تھا۔مام جی کی تکلیف دیکھ کر۔ان سے بہت پیار کرتا ہے۔۔وہ مام جی کے لیے مجھ سے بھی لڑ پڑتا ہے۔اسے بھی پتا تھا مام جی کی ذہنی رو بھٹک جائے تو جو مرضی بولتی رہتی ہیں۔اسے بس اتنا غصہ تھا۔اگر مام جی اوپر گئی تھیں تو تم ساتھ رہتیں۔۔انکا خیال رکھتیں۔۔اور ساتھ لے کر نیچے آتیں۔وہ اکیلی تھیں اسی لیے گر گئیں۔اس نے ایک مرتبہ بھی یہ نہیں سوچا کہ تم نے انہیں گرایا تھا۔وقتی غصے میں اس نے تمہیں کچھ برا بھلا کہا لیکن یہ تب کی بات تھی۔اب ایسا نہیں ہے۔یقین کرو چاشین!"افراح بھابھی نے اسکے بکھرے بال سمیٹے تھے۔اسکے آنسو پونچھے تھے۔وہ اور شدت سے رونے لگی تھی۔اور انہیں کیا بتاتی۔۔دکھ یہ نہیں تھا کہ مام جی نے اس پہ الزام لگایا تھا۔۔اور دیان نے اس پہ تشدد کیا۔بغیر وجہ جانے،سمجھے،پوچھے،بلکہ دکھ تو دیان کی بے اعتنائی کا تھا۔سنگ دلی کا تھا۔وہ انہیں کیا کیا بتاتی؟اسکا دل تو پور پور فگار تھا۔۔۔زخم زخم تھا۔

"مجھے آپکی بات پہ اعتبار ہے بھابھی۔۔اور مجھے یہ بھی پتا ہے مام جی ٹھیک نہیں ہیں۔۔وہ تو ڈیڈ نہ بھی ہوں انکے بارے میں بھی بہت کچھ کہہ دیتی ہیں۔میری

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غلطی ہے کہ میں انہیں اوپر لائبریری میں چھوڑ کر نیچے کافی بنانے آگئی تھی۔ اور وہ میرے پیچھے ہی نیچے آگئیں۔انکا پاؤں سلپ ہوا اور وہ نیچے گر گئیں۔میں جانتی ہوں صاحب نے بھی وقتی غصے میں کہا مگر کہا تو تھا نا!مجھ پہ بے اعتباری ظاہر کی۔مجھے تکلیف دی۔مجھے مارا اور میرا بچہ چلا گیا۔شاید اللہ کی یہی مرضی تھی۔میری قسمت خراب تھی۔میں جانتی ہوں میں بخت آور کہیں سے نہیں ہوں۔۔میں نے اس پر صبر کرلیا ہے بھابھی۔۔اسکے علاوہ میں کیا کرسکتی ہوں؟ صبر ہی کرسکتی ہوں۔لیکن پھر بھی مجھے واپس آپکے گھر نہیں جانا۔میں آپکے بیٹے کی پسند نہیں ہوں۔۔انکی زندگی پہ زبردستی مسلط ہوں۔وہ مجھ سے خوش نہیں ہیں۔۔وہ مجھے پسند نہیں کرتے۔۔۔انکا اکھڑا اور تلخ رویہ چیخ چیخ کر مجھے احساس دلاتا ہے۔میں انکے قابل ہی نہیں تھی۔پھر آپ نے ایسا کیوں کیا؟آپ نے میری شادی ان سے کیوں کردی تھی؟آپ ان کے لیے ان ہی کے جیسی بلند لڑکی لاتیں۔جو انکے قابل ہوتیں۔۔عقل میں،سوچ میں میں،ذہن میں،علم میں،اسٹیٹس میں،میں تو بہت حقیر تھی۔کم علم تھی۔مجھ میں تو گٹس ہی نہیں۔۔ آپ نے یہ ظلم کیوں کیا؟ایک مشکل ترین بندے سے میری شادی کروادی۔ آپ ہی نے کی۔۔آپ نہ کرتیں۔۔آپ کشمیرا کو لے آتیں۔۔"وہ بے ربط سا بولتی جارہی تھی۔اتنے مہینوں کا لاوا تھا جو پھٹ پڑا تھا۔وہ بولتی رہی تھی۔ افراح بھابھی سنتی رہی تھیں۔جب وہ بول بول کر تھک گئی تو افراح بھابھی نے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رسان سے کہنا شروع کیا تھا۔انکے لہجے میں سچائی تھی۔۔ملائمت تھی۔اور جو کچھ افراح بھابھی بتا رہی تھیں اسے سن کر چاشین کا منہ کھل گیا تھا۔اسکی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

"جو تم نے کہنا تھا۔۔کہہ لیا۔۔۔شاید ٹھیک ہی کہا۔میرا بیٹا کچھ مشکل پسند ہے اور شاید احساس برتری کا شکار بھی ہے۔تب ہی تو اسے اپنے اور میرے سرکل میں سے ایک بھی لڑکی نہیں بھائی تھی۔میں،ماں جی،ڈیڈ جس کا بھی نام لیتے وہ انکار کردیتا تھا۔یا وہ اپنے سے بہتر کسی کو نہیں چاہتا تھا یا وہ اپنے برابر کسی کو نہیں چاہتا تھا۔اور یہ دو چیزیں ہمارے سرکل میں وافر پائی جاتی تھیں۔تنگ آ کر میں نے اور اردب نے کشمیرا کو مانگنے کا فیصلہ کرلیا تھا اور ہم نے اس سے پوچھے بغیر پرپوزل بھی دے دیا تھا۔لیکن بعد میں ہمیں بڑی خفت اٹھانا پڑی تھی کیونکہ دیان نے صاف انکار کردیا تھا۔اسے لگتا تھا ایسی کوئی بھی لڑکی اسکے ساتھ نہیں چل سکتی تھی۔۔وہ جانتا تھا اسکا مزاج کیسا تھا۔۔وہ مختلف تھا۔مشکل پسند تھا۔۔تھوڑا خود پسند تھا۔۔وہ سب کچھ ہی تھا۔میں بھی مانتی ہوں لیکن ایک بات سمجھ لو چاشین!ہمیشہ کے لئے جان لو۔تم اس پر مسلط ہرگز نہیں تھی۔ہم ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے کہ تمہاری زبردستی اس سے شادی کرواتے یا اسے تم سے مجبور کرتے شادی کرنے کے لیے۔تمہیں اس بات کا یقین دلانے کے لیے مجھے کچھ پیچھے جانا پڑے گا۔جب ہم۔۔میں اور اردب امن آباد جانا چاہتے تھے

تو بڑی مشکل سے دیان کو ساتھ لے کر گئے تھے۔ڈرائیور چھٹی پر تھا۔اردب ڈرائیونگ نہیں کر سکتے تھے۔یوں مجبوراً دیان کو ہمیں امن آباد لے جانا پڑا۔ مجھے یاد ہے۔۔وہاں دیان برے موڈ کے ساتھ گیا تھا۔وہ جانا ہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے وہاں رکا تھا۔۔صرف چند لمحوں کے لیے۔۔اور تب تم سامنے نہیں آئی تھی۔۔۔پھر اس نے تمہیں کہاں دیکھا تھا؟میں نے بہت دفعہ سوچا اور مجھے ناکامی ہوئی۔مجھے یاد نہیں آتا تھا کہ تمہیں دیان نے کہاں دیکھا تھا؟؟یہ معاملہ یہاں تک ہی رہتا۔۔آگے نہ ہی بڑھتا۔لیکن دیان نے اچانک ہی ایک فیصلہ کردیا اور اس پہ ڈٹ گیا۔میں حیران تھی،پریشان تھی اور قطعاً نہیں چاہتی تھی کہ امن آباد سے کوئی لڑکی بہو بنا کر لاؤں۔۔لیکن دیان کی ضد نے ہمیں مجبور کردیا تھا۔۔پھر میں نے پوچھا وہ کس لڑکی سے شادی کرے گا؟تو اس نے ایک عجیب بات کہی تھی۔۔

اس نے کہا۔۔وہ جو دوسری منزل میں کھڑکی میں کھڑی تھی۔۔جسکے ہاتھ میں کتاب تھی۔۔میرا ذہن رادیہ،لیلیٰ،ناجیہ کی طرف بھٹکا۔وہ اچھی تھیں۔ایجوکیٹڈ بھی۔۔رکھ رکھاؤ والی بھی۔۔۔مجھے تو اتنے دن بعد بھی یقین نہیں آیا تھا۔۔وہ لڑکی جو کھڑکی میں کھڑی تھی۔۔وہ لیلیٰ،ناجیہ،رادیہ میں سے کوئی نہیں تھی۔وہ تم تھیں۔۔میرے لئے بہت حیران کن بات تھی۔دیان تم جیسی امیچور،کم عمر لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا؟ہماری لمبی لمبی جھڑپیں اور لمبی لمبی بحثیں ہوئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کہانی الگ ہی تھی۔بس دیان نے مجھے اتنا ہی سمجھایا۔۔می!میرے ساتھ بس وہی چل سکتی ہے۔۔اور مجھے دیان کی بات سمجھ آگئ تھی۔اسکے ساتھ بس تم ہی چل سکتی تھیں۔مجھے یقین بھی آگیا۔وہ بہت مشکل پسند ہے۔تھوڑا مغرور ہے۔تھوڑا اکھڑ ہے۔تھوڑا لاتعلق رہتا ہے۔لیکن یہ بات تمہاری خوشی اور ذہنی سکون کے لیے کم نہیں کہ تم خالصتاً اسکی پسند سے اس گھر میں ہو۔تم اسکی پہلی اور آخری چوائس ہو۔کیا تمہاری خوشی کے لیے یہ کم نہیں؟ایک بات تمہیں بتا دوں۔۔وہ ساری عمر بھی گزار کر تمہیں یہ نہیں بتائے گا۔۔یہ نہیں کہے گا۔۔تم میری پسند ہو۔۔۔وہ کبھی اظہار نہیں کرے گا۔یہ اسکی فطرت ہے اور فطرت کبھی نہیں بدلتی۔لیکن تمہیں اسکے ایسے ہی مزاج کے ساتھ کمپرومائز کرنا پڑے گا۔۔۔۔

جو حادثہ تمہارے ساتھ ہوا۔۔انجانے میں ہی سہی۔۔بیٹا!ایک بات سمجھ لو۔وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا۔اگر اسے پتا ہوتا کہ تم پریگننٹ ہو تو ایسی نوبت ہی نہ آتی۔جو نقصان تمہارا ہوا ہے۔اس سے بڑھ کر ہمارا ہوا ہے۔ہم نے اپنا سود گنوا دیا ہے۔وہ بہت تکلیف میں ہے۔۔جس دکھ سے تم گزری ہو۔۔۔وہ بھی اسی تکلیف سے گزرا ہے۔اس نے بھی نہیں سوچا تھا ایسا کچھ ہوجائے گا۔جو بھی ہوا بے خبری میں ہوا۔اور بیٹا!اور اللہ نے چاہا تو امید پھر سے لگ جائے گی۔لیکن میں یہ کبھی نہیں چاہوں گی کہ تم اپنا گھر بار چھوڑ کر چلی جاؤ۔تم اپنا دل

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صاف کرلو بیٹا!بس اتنا سوچ کر خوش گمان ہو جایا کرو کہ تمہارا شوہر صرف تمہارا ہی رہے گا۔اسکے دل تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔۔سوائے تمہارے!!!"

افراح بھابھی نے بے یقینی کے پنڈولوں میں جھولتی چاشین کو ہر فکر،غم اور دکھ سے بے گانا کردیا تھا۔ہر لفظ،ہر وضاحت اور ہر غم ان الفاظ کے سامنے ہیچ تھا۔وہ اپنے صاحب کی پسند تھی؟؟کیا یہ خوشی کم تھی؟کیا یہ احساس چھوٹا تھا عمر بھر کے سکون اور شانتی کے لئے۔۔قناعت پسند سی چاشین کو اسکے علاوہ کچھ نہیں چاہئے تھا۔کچھ بھی نہیں چاہیے تھا۔وہ عمر بھر کے لئے نواز دی گئی تھی۔

اور پھر ایک سال مزید گزر گیا تھا۔ایک اور سرد ترین موسم پھیل گیا۔دیان ہاؤس بھی اسے موسم کے زیر اثر تھا۔دھند اور برف بادل کی طرح پھیلتی تھی۔ پورا دیان ہاؤس دھند میں لپٹ جاتا تھا۔ماں جی اور ڈیڈ عمرہ کرنے روانہ ہوچکے تھے۔افراح بھابھی اور اردب بھائی جان صبح صبح ہی پنڈی کے لیے نکلے تھے البتہ امن و امان یہیں تھیں۔اور ابھی لمبی چھٹی کا ارادہ رکھتی تھیں۔کیونکہ اپنے من پسند کھلونے کو چھوڑ کر ان دونوں کا کہیں بھی جانے کو دل نہیں کرتا تھا چار ماہ کا حنان ان سب کی آنکھوں کا تارا تھا۔دادا،دادی،بابا اور دونوں پھوپھیوں کی جان بند تھی۔وہ دونوں تو اسے فیڈ کرنے کے لیے بھی چاشین کو نہیں دیتی

تھیں۔پورا وقت انکی باری باری گود میں منتقل ہوتا تھا۔کبھی وہ اسے پرام میں ڈال کر ہال میں گھماتی تھیں۔موسم اچھا ہوتا تو باہر بھی لے جاتیں۔اور ہر وقت حنان کے ساتھ سیلفیاں بنانے میں دونوں کا وقت گزرتا تھا۔

حنان کا ملنا انکی زندگیوں میں آنا ایک اعزاز تھا۔حنان نے انکی زندگی میں اکر سب کو ایک ایک عہدے پر پروموٹ کردیا تھا۔ینگ سے اردب بھائی جان اور افراح بھابھی دادا اور دادی بن چکے تھے۔چاشین جو حنان نے امی اور دیان کو بابا بنادیا تھا۔سب سے معتبر رشتے پہ امن و امان فائز ہوگئی تھیں۔چھوٹی سی دونوں پھوپھیاں اپنے بھتیجے کے ناز اٹھا اٹھا کر نہیں تھکتی تھیں اور فرینڈز میں اترا اترا کر چلتی تھیں۔اکثر صاحب بھی امن و امان کو ٹوک دیتے۔

"نہ کرو یار!بیچارہ تنگ پڑ جاتا ہے۔تم دونوں اسے سونے بھی نہیں دیتیں۔"

جب دیان بہنوں کو ٹوکتا تو افراح بھابھی فورا بول پڑتی تھیں۔

"اپنے جیسا روکھا نہ بنادو حنان کو۔۔وہ نہیں تنگ پڑتا۔بچیوں کو کھیلنے دو۔"افراح بھابھی کے جواب پہ دیان خاموش ہوجاتا تھا اور چاشین مسکراہٹ چھپا کر ادھر ادھر ہو جاتی تھی۔صاحب کے ساتھ افراح بھابھی ہی نمٹتی تھیں اور اب حنان کی وجہ سے اکھڑ مزاج گھڑی کی سوئی پہ چلنے والے صاحب کی پوری روٹین ڈسٹرب ہو چکی تھی۔حنان رات دیر تک جاگتے اور صبح دیر سے اٹھتے تھے۔یوں دیان اپنے روم میں چاشین کا انتظار کرکے تنگ آجاتے۔حنان نے حقیقت میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کی زندگی کافی بدل دی تھی۔صاحب کی تنگ مزاجی میں کمی آگئی تھی۔بیٹے کے ساتھ ساتھ بیٹے کی ماں کو بھی وقت دیتے تھے۔اسکا خیال رکھتے تھے۔انہیں گھماتے پھراتے تھے۔وہ لوگ شہر بھی جاتے۔آؤٹنگ بھی کرتے۔شاپنگ بھی ہوٹلنگ بھی۔۔زندگی میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔اور یہ سب تب ہی بدلہ تھا جب ایک ٹھوکر لگی۔گو کہ اس ٹھوکر کے بدلے میں دیان کا بہت نقصان ہوا تھا۔لیکن اس نے ٹھوکر سے سبق حاصل کرلیا تھا۔

وہ اپنے ایک بچے کو کھو چکا تھا۔مزید کوئی نقصان نہیں چاہتا تھا۔وہ بھی اس صورت میں جب ڈاکٹر نے چاشین کی زندگی کے چانسز بھی کم کم بتائے تھے۔تب دیان کو احساس ہوا تھا۔۔چاشین اسکی زندگی میں کیا اہمیت رکھتی تھی؟اس کی خدمت،چاہت،الفت کا ہر رنگ نکل کے سامنے آگیا تھا۔اندر سے پشیمان بھی تھا۔اپنے روکھے رویے پر نادم بھی۔۔اسے احساس ہوچکا تھا لیکن ضروری تھا وہ معذرتیں کرتا؟اور اظہار بھی کرتا؟ہاں اس نے خود کو بدل دیا تھا۔وہ تھوڑا نرم ہوگیا تھا۔۔اور اپنی سطح سے کچھ نیچے آگیا تھا۔وہ چاشین کے لئے اور سے اور ہوگیا۔اسکا خیال بھی رکھتا تھا۔ضرورتیں بھی پوری کرتا تھا۔اور تو اور امن اباد بھی باقاعدگی سے لے جاتا۔باجیوں کی شادیوں میں بھی بھرپور شرکت کی تھی۔سب کچھ ٹھیک تھا۔بہترین تھا اور بہت اچھا گزر رہا تھا۔چاشین مطمئن تھی۔خوش تھی۔تو دیان بھی اپنی زندگی میں پرسکون تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن آج بھی وہ اظہار کے معاملے میں اتنا ہی بے نیاز تھا۔وہ اسے یہ نہیں کہتا تھا کہ۔۔"میں تم سے پیار کرتا ہوں۔۔یا تم میری زندگی کا لازمی جزو ہو۔" اسکے باوجود دیان کا ہر عمل اسکے اظہار کی واضح تصویر تھا۔اسکے الفاظ چاشین کے لیے نہیں تھے۔وہ اسے چاہتا تھا۔خیال رکھتا تھا۔وقت دیتا تھا اور پھر بھی اظہار سے لاتعلق تھا۔وہ چاشین کو کیوں بتاتا؟کیا سر چڑھانے کے لئے؟پہلے ہی حنان کو پیدا کرکے وہ خاصی منہ چڑھ گئی تھی۔تو کیا مزید بھی اسے خود سے سوار کرلیتا؟وہ اپنی عادت اور فطرت سے مجبور تھا اسی قدرت کے ساتھ خوش تھا۔

جہاں تک چاشین کا تعلق تھا تو وہ اب بھی دیان کی سانسوں کے ساتھ چلتی تھی۔اسکی خدمت کرتی تھی۔محبت کرتی تھی اور ایک وفاشعار بیوی کی طرح اس مدار کے گرد گھوم رہی تھی۔وہ اپنے اس مدار میں دیان کی فطرت کے ہر رنگ کے ساتھ مطمئن اور خوش تھی۔اس نے دیان کی فطرت کے ہر رنگ کے ساتھ سمجھوتا کرلیا تھا کیونکہ وہ افراح بھابھی کی بدولت سچ کی حقیقت سے واقف تھی۔کیونکہ وہ دیان اردب کی حقیقی پسند تھی۔وہ اظہار کرتا یا نہ کرتا۔۔ اور یہ ایسا احساس تھا جو عمر بھر کے زادراہ کے لیے کافی تھا۔

❤ختم شدہ❤

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین